

کالے اور پراسرار عالم کے حسیات کی پہلی کھل کتاب

فنِ جادوگری

جادو گئے اور جادو کا انداز کرنے کے لئے اس وقت قرآنی
اور شیطانی علوم پر حسبِ حال و گول مضامینات

تحریر و ترتیب محفدر شاہین

کالے اور پراسرار اور انی علوم کے سلسلے کی پہلی مکمل کتاب

جادو سیکھنے اور جادو کا توڑ کرنے کے لیے اردو میں قرآنی اور
شیطانہ علوم پر سب سے آسان و مکمل معلومات

فنون جادو و گری

تحریر و ترتیب
صفدر شاہین

ناشر

شمع بک ایجنسی

نوید اسکواٹرنیوار دو بازار کراچی

پتو نیوار پبلیک ایجنسی
تحریر بازار پشاور
فون: 2212534
فکس: 2212335

فہرست

عنوان

صفحہ نمبر

5	پیش لفظ
7	زمانہ قدیم میں جادو گری
10	بھاتا متی، پراسرار جادو
11	بھاتا متی کے عامل یا جادو گر
12	قدیم مصر کا جادو
16	مصری دیوی دیوتاؤں کی قوت اور اثرات صفات
18	جادو گری اور علم سیمیا
20	قدیم مصر میں جادو گری
27	ایک حقہ باز کی جادو گریاں
28	سفر ممالک عثمانی کے دوران شعبدے
29	علم سیمیا سے چند جادوئی شعبدے
33	فن جادو گری میں
35	سات کونوں والی عمارت
36	مربع (چوکور)
37	مخروط یا احرام
39	صلیب کا نشان / آٹھ کونوں والا کراس
40	ساواسٹیکا
41	ضرب کا نشان / ٹی کراس
42	انکا کا نشان
43	کئی بازوؤں والا کراس یا ستارہ

پیش لفظ

اکیسویں صدی کا پہلا عشرہ دنیا بھر کے لیے نئی نئی ایجادات و اختراعات اور دلچسپیوں سے بھرپور انداز میں شروع ہوا ہے۔ نئی دلچسپیوں اور تفریحات میں جہاں آئی ٹی نے تہلکہ برپا کر رکھا ہے۔ ایک عالم اس میں ملوث ہو رہا ہے۔ وہیں ایک پرانی تفریح بھی بڑے دلچسپ اور جدید انداز میں سامنے آئی ہے جو ایک قدیم ترین فن ہے۔ یہ جادوگری کا فن ہے جسے سیکھنے کے لیے خاص طور پر ہمارے ملک میں باقاعدہ ادارے وجود میں آ چکے ہیں۔ اور لوگوں میں ایک بار پھر یہ جاننے کا شوق پیدا ہوا ہے کہ جادو کیا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے اور جادو کیسے کیا جاتا ہے، یا اس سے کیا فائدے اٹھائے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور میں اس فن پر ایک مکمل اور جامع کتاب کی ضرورت محسوس کی گئی جواب آپ کے ہاتھ میں موجود ہے۔

یہ سوال صدیوں سے انسانی ذہن میں پرورش پا رہا ہے کہ جادو کی حقیقت کیا ہے؟ زیر نظر کتاب میں اسی فن جادوگری پر قارئین کے لیے دلچسپ اور حیرت انگیز معلومات پیش کی گئی ہیں اور انسانی ذہن میں جادو سے متعلق پرورش پانے والے ہر قسم کے سوالات کا جواب مہیا کیا گیا ہے۔ مثلاً:

جادوگری یا ساحری کا آغاز کب، کیوں اور کیسے ہوا؟ ماورائی علوم میں جادو کی اہمیت کیوں زیادہ ہے؟ سب سے پہلے دنیا کی کس قوم یا ملک میں جادوگری شروع ہوئی؟ جادو کا انسان پر کس طرح اثر ہوتا ہے؟ اسلام میں جادو کی کیا حیثیت ہے؟ حضور اکرم ﷺ پر جادو کیوں کیا گیا اور اس کا کیا اثر ہوا؟ جادو اور مسمریزم کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ ٹیلی پیتھی کا جادو سے کیا تعلق ہے؟ مصر میں جادو کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی اور مصری جادو گروں کو اس فن میں کیوں شہرت حاصل رہی؟ کیا مسمریزم بھی جادو ہے؟ جادوگری اور شعبہ بازی میں کیا فرق ہے؟ جادو گر بننے کے لیے آدمی میں کیا اوصاف ہونا ضروری ہیں۔ جادو کیسے کیا جاتا ہے؟ منتر کیا ہے؟ سحر یا منتر کیسے پھونکا جاتا ہے؟ منتر کس طرح اثر کرتے ہیں؟ جادو کی علامات و نشانات کیا ہیں؟ جادو کے اثر انداز ہونے کی کیا پہچان ہے؟ جادو سے پہنچنے والی تکلیف کی کیا نشانیاں ہیں؟ منتروں کا علم کیسے حاصل کیا

صفحہ نمبر

عنوان

44	کیدو سیاس
44	فن جادوگری میں
46	فن جادوگری میں منتر و تنتر
47	مشہور منتر اور عملیات
47	طلسمی چاول
52	دفع سحر یا جادو کا توڑ کرنا
54	جادو، آسیب سے نجات کا عمل
56	چہل کاف (طلسمی عمل)
58	جادوگری سے نظربد کا تعلق
61	عجیب رسوم
63	جادو یا نظربد کے اثرات
65	طلسمانی اور پراسرار اثرات
75	حافظ ابن قیم کا نظریہ
76	حضرت سہل بن حنیفؒ کو کیسے نظر لگی
76	بد نظری کا علاج
76	طب نبوی ﷺ اور نظربد
77	بد نگاہ کو ہدایت
78	جادو اور بھوت پریت (سایہ)
83	ٹیلی پیتھی اور جادوگری
87	مسمریزم کیا ہے؟
91	جادو میں جنات کا استعمال
92	جادو گروں کے غلام جن
94	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں پر نظربد کا اثر
96	جنات کے علاوہ صورتیں

زمانہ قدیم میں جادوگری

جاتا ہے؟ عام جادو اور کالا جادو میں کیا فرق ہے؟ کالا جادو کیسے کیا جاتا ہے؟ سحر یا جادو کا اثر کس طرح زائل یا بے اثر کیا جاتا ہے؟ کیا ٹیلی پیتھی اور ہینا ٹرم بھی جادوگری ہے؟ نظر بد کیا ہے اور اس کا جادوگری سے کیا واسطہ ہے؟ ساحری اور شعبہ بازی کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ جادو سے بھوتوں چڑیلوں، روحوں بد روحوں اور جنات کو کیسے تسخیر کیا یا غلام بنایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یقین ہے کہ جادو سے دلچسپی رکھنے اور فن جادوگری سیکھنے والوں کے لیے یہ کتاب بہترین رہنما اور علمی معلومات کا خزانہ ثابت ہوگی۔ تاہم شوقین حضرات اس سلسلے میں کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو اپنے خط کے ساتھ جوابی لفافہ درج ذیل پتہ پر بھیج کر معلوم کر سکتے ہیں۔

~
صدر رشاہین

اللہ والی کالونی بلاک 6۔ پی ای سی ایچ ایس۔ کراچی۔ 74400

فن جادوگری تمام دیگر فنون سے قدیم ترین فن ہے۔ قدیم زمانے کی روایات سے پتا چلتا ہے کہ اس زمانے میں لوگ جادوگروں اور حیرت انگیز کرشمے دکھانے والوں کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ وسطی زمانے تک بھی جادو کا بہت زور تھا۔ جادوگروں کو علم کیمیا کے ماہروں کو اور ان لوگوں کو جو اپنے آپ کو روحوں کے ذریعے غیب کی باتوں کا پتا لگانے کا دعویٰ کرتے تھے، لوگ دہشت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اس خیال سے کہ ان میں کوئی غیبی طاقت ہے، ان کی حد درجہ عزت کیا کرتے تھے۔ ان کے کرشمے پوشیدہ تھے اور کسی پر عیاں نہ ہوتے تھے۔

پوشیدگی کا راز افشاں ہونے کی خواہش قدرتی بات ہے اور اس کو مٹانا نہایت مشکل ہے۔ اس کی وجہ سے علم ہیئت کے ماہرین دور بین کی مدد سے ستاروں کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم صرف کسی پوشیدہ راز سے ڈر نہیں جاتے بلکہ ہم سب چیز کو پوشیدہ کرنے کا قدرتی جذبہ ہے جب تک لوگ شکی مزاج اور توہم پرست رہے ہیں۔ وہ آسانی سے بے وقوف بنائے جاتے رہے ہیں۔ تب تک جادو بھی قائم رہا ہے۔ لیکن قدیم زمانہ میں جادو کو پادریوں اور ڈاکٹروں کے قریب ملا دیا جاتا تھا، جس کا مقصد یہ تھا کہ تمام تماشائی جادو گر کا لوہا مان لیں۔

اگر ہم مصر کی قدیم جادوئی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں ان حیرت انگیز کرشموں کا جو کہ مختلف جادوگروں نے دکھائے تھے پتا چلے گا اور اس طرح جادو کی اس قدیم روایت کا بھی پتا چلے گا جو کہ مصری ساحر ”ٹپاٹچا“ نے مصری سلطان کے دربار میں 3766ء (قبل از مسیح) میں کرشمے دکھائے۔ ان جادوگروں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنی ان باتوں کو حکمرانوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔

جادو سے متعلق کتاب ”نوز نکارپا“ میں ان ساحروں کے کرشمے درج ہیں۔ قدیم ترین جادو کے کرشموں میں سے ایک یہ ہے کہ جادو گر خونخوار شیر کی طرف دیکھتا تھا اور اسے فوراً قابو کر لیتا تھا۔ اس جادو گر کے کرشموں کو بیان کرتے ہوئے کتاب میں لکھا ہے کہ جادو گر جانتا ہے کہ شیر کو کس طرح قابو کیا جائے کہ وہ اس کے پیچھے اس طرح چلنے لگے جیسے کہ اسے رسی سے باندھ رکھا ہو۔

ایک مصر ساحر ”ٹوڈا“ بھی اسی طرح بطخ، ہنس اور بیل کو قابو کر لیا کرتا تھا۔ لیکن اس نے

استعمال کرتے تھے۔ اس کا اہم ثبوت فرانس کے مشہور جادوگر رابرٹ یوڈن (جو کہ 1856ء میں برسرِ اقتدار تھا) سے ملتا تھا۔ حکومت فرانس نے یوڈن کو الجیریا کی حالت دیکھنے کے لیے بھیجا۔ الجیریا کے باشندے، جب سے فرانس نے الجیریا پر قبضہ کیا تھا، شور مچانے میں مصروف تھے۔ الجیریا کے باشندوں کی ان کے جادوگر پادریوں نے حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ جلد ہی وہ جادو کی مدد سے فرانس کو اپنے ملک سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

حکومت فرانس نے یوڈن جادوگر کو یہ ثابت کرنے کے لیے الجیریا بھیجا کہ فرانسیسی صرف طاقتور فوجیں وغیرہ ہی نہیں رکھتے بلکہ جادو میں بھی وہ ان سے زیادہ ماہر ہیں۔ الجیریا میں یوڈن جادوگر نے بہت سی کرامات (شعبدے) دکھائے اور یوڈن کا وہاں بطور سفیر ”جادوگر“ کے جانا بہت کامیاب رہا۔ جب وہاں کے جادوگر یوڈن کی ہمسری نہ کر سکے تو انہوں نے آزادی کی جدوجہد ترک کر دی۔

ہندوستان کی قدیم جادوئی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پراچین زمانہ سے غیر ملکی ہندوستان کو جادو اور جادوئی کرشمات کی سرزمین تصور کرتے ہیں جو کہ رشیوں، مینیوں اور فقیروں وغیرہ سے آباد تھی، جو ایسی کرامات دکھا سکتے تھے جو انسانی طاقت سے باہر تھیں۔ یہ عقیدہ ہے کہ ”اندر دیوتا“ کے دربار میں جادو کا استعمال کیا جاتا تھا اور اس لیے اسے ”اندر جل“ کہتے ہیں۔ یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ”راجہ بھوج“ اس فن جادوگری میں بہت مہارت رکھتا تھا اور اس لیے اسے بھوج بازی یا بھوج و دیا کہتے ہیں۔ اس کی تاریخ کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئی صدی قبل یعنی مہاراجہ مالویہ کے زمانہ سے ہوا۔ راجہ بھوج کی دانا اور ہوشیار لڑکی ”بھان متی“ بھی جادوگری میں یکتائے فن تھی۔ اسی لیے اسے بھان متی کا کھیل بھی کہتے ہیں۔ بھان متی یا بھانامتی پر اسرار جادو کیا ہے؟

1965ء میں بھارت میں بنارس یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام سادھوؤں، یوگیوں اور جادوؤں نے والوں کی ایک ملک گیر کانفرنس منعقد ہوئی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ جادو منتر کو فروغ دینے کی کوشش کرے۔ کیونکہ یہ چیزیں موجودہ دور کی طبعیاتی سائنس کی طرح ایک سائنس کا درجہ رکھتی ہیں۔ کانفرنس کے مندوبین نے اگرچہ اپنے کرشموں کا مظاہرہ تو نہیں کیا لیکن انہوں نے دعویٰ کیا کہ منتروں کے ذریعے نہ صرف ہمزاد کو قابو میں کیا جاسکتا ہے بلکہ عالم ارواح سے مختلف روحوں کو بلا کر اپنے قبضے میں بھی رکھا جاسکتا ہے اور ان سے مافوق البشر کام کروائے

ساحر ”ٹچا ٹچا“ کی تقلید نہیں، اگر کتاب میں یہ بھی درج ہے کہ جادوگر جانتا ہے کہ وہ کس طرح ایک کٹے ہوئے سر کو دوبارہ گردن سے لگائے گا۔ یہ بات ایک قانونی مباحثہ میں بطور شہادت پیش گئی تھی۔ جس کا عنوان ”عورت کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دینے کا جدید فعل“ تھا۔ اور یہ راز چھ ہزار سال قبل بھی معلوم تھا۔

جب شاہ ایران نے دنیا کو فتح کرنا شروع کیا تو اس کا پہلا مقصد آسیریا کو حاصل کرنا تھا جو کہ ایران اور یونان کے درمیان واقع ہے۔ ایران کی فوجیں جلد ہی آسیریا کی فوجوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئیں۔ آسیریا کا دار الخلافہ ناریین ان کے قبضے میں آ گیا۔ اہل ایران کو ایک محل میں قیمتی مقبرہ ملا جو کہ آسیریا کے ایک بادشاہ ”سیلس“ کی رہائش گاہ تھا۔ مقبرے میں سیلس کی لاش ایک کفن میں رکھی ہوئی ملی جس کا ایک حصہ تیل سے بھرا ہوا ملا۔ کفن پر یہ نقش کندہ تھا۔ ”اس پر خدا کا قہر نازل ہو جو اس مقبرے کو نقصان پہنچائے اور اس تیل کو پورا نہ کرے۔“

یہ منحوس خبر جب شاہ ایران کو ملی تو اس نے کفن کو تیل سے پر کر دینے کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے بے حد کوشش کی، لیکن یہ حوض پر نہ کر سکے جس میں کفن تھا۔ کسی کو آسیریا کے اس جادوگر کا نام معلوم نہ ہو سکا جس نے یہ مقبرہ سائنس کے سٹم پر بنایا تھا۔

مندروں میں سے عجائبات کے لحاظ سے دوسری قابل ذکر چیز دو ہزار سال قبل کی عجیب قربان گاہ تھی۔ جس کا ذکر کئی قدیم مصنفین نے کیا ہے۔ اسکندر یہ کے بیروں نے اس کی تشریح کی ہے۔ یہی چیز روم اور یونان کے مندروں میں استعمال کی گئی ہے۔ لیکن اس کی ابتداء مصر سے ہوئی ہے۔ وسطی زمانے میں ایک اطالوی سنگ تراش سلینی نے ان جادوگروں کے بہت سے راز افشاء کیے ہیں۔ لندن کی سالانہ رپورٹ میں جو کہ 1774ء میں شائع ہوئی، ایک قدرتی کرشمے کا ذکر ہے۔

یہ کرشمہ مشہور جادوگر ”گلوٹرو“ نے اپنے جادو سے دکھا کر تمام یورپ میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ فن جادوگری کی ابتدا میں جادوگر عجیب و غریب لباس پہننے کی کوشش کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں غیر معمولی اور اعجازی تصور کریں۔ کیونکہ ساحروں اور جادوگروں کو جب لوگ غیبی طاقت رکھنے والے خیال کرتے تھے تو ان کا خیال تھا کہ یہ طاقت ان میں اسی لیے ہے کہ وہ شیطان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک جادوگر کے الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ جادوگر پادری سیاسی وجوہات کے لیے بھی جادو کا

جاسکتے ہیں۔ کانفرنس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ بنارس یونیورسٹی میں جادو کی کلاسیں شروع کی جائیں۔

بھانامتی۔ پراسرار جادو

جادو منتر کے بارے میں موجودہ سائنس اور روشن خیال طبقہ خواہ کچھ کہے، یہ اب بھی دنیا کے سب ہی ممالک میں کم و بیش مختلف شکلوں میں رائج ہے۔ ان میں یورپ، امریکا اور انگلستان بھی شامل ہیں۔ یہ جادو یعنی بھانامتی ایک عرصہ تک جنوبی بھارت بالخصوص حیدرآباد دکن میں رائج رہا ہے۔ غالباً اب بھی موجود ہے۔ یہ جادو بھانامتی عام طور پر دشمنوں کے خلاف انتقامی کارروائی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک زمانے میں تو حیدرآباد دکن میں جادو کا اتنا زور تھا کہ اس کو روکنے کے لیے ریاستی پولیس میں اینٹی بھانامتی اسٹاف مقرر کرنا پڑا۔ یہ اسٹاف مقرر کرنا نہ کا حکم انگریز ڈائریکٹر جنرل پولیس مسٹر ڈبلیو اے گیر نے دیا تھا۔

حیدرآباد دکن پولیس کے انٹی بھانامتی اسٹاف کے سب سے پہلے سربراہ مسٹر چھمن راو انسپکٹر تھے۔ ان کے بعد سر مست حسین کو اس عہدے پر مامور کیا گیا۔ یہ دونوں سی آئی ڈی سے تعلق رکھتے تھے۔ اور جب کبھی کہیں سے بھانامتی کی کسی واردات کی اطلاع ملتی، انہیں جائے وقوعہ پر بھیج دیا جاتا۔ یہ دونوں حضرات منتروں کے ذریعے بھانا کا توڑ کرتے تھے اور مشہور تھا کہ وہ اپنے فن میں کامیاب تھے۔

بھانامتی کیا ہے؟

بھانامتی ایک سفلی عمل ہے۔ بھانامتی کا عامل بننے کے لیے بال سادھنا پڑتا ہے اور اس کے عامل ہمیشہ نیچ ذات کے مثلاً بھنگی چمار وغیرہ بدکردار لوگ ہوتے ہیں۔ بھانامتی کے عامل دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک کا کھیل یا جادو 35 پتلی کا اور دوسرے کا 65 پتلی کا ہوتا ہے۔ پتلی سے مراد لکڑی یا کپڑے کی گڑیا ہے۔ 35 پتلی کا عامل اسی گاؤں میں بیٹھ کر عمل کرے تو اس کا عمل معمول (جس پر جادو کیا جا رہا ہے) پر اثر انداز ہوتا ہے۔ لیکن ندی کے پارنا کام رہتا ہے۔ جبکہ 65 پتلی کا عامل کسی پر عمل کرے چاہے معمول ندی کے پار ہو تو بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ گویا 65 پتلی کے عامل کا عمل ندی وغیرہ پار کر کے معمول کو مار سکتا ہے۔

بھانامتی جادو کا عمل و طریقہ کار

جب عامل اپنا عمل سادھ کر اپنے فن جادوگری میں کامل ہو جاتا ہے تو غرض مند لوگ اپنی درخواستیں لے کر اس کے پاس پہنچتے ہیں کہ ان کے دشمن پر وار کیا جائے یعنی جانی نقصان پہنچایا جائے۔ عامل سے معاوضہ کے طور پر معقول رقم ملے ہو جاتی ہے اور وہ عامل کو اپنے گاؤں لے جاتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر عامل گھر میں بیٹھ کر پتلی پر جو حرکت یا عمل کرے گا، اس کا دشمن پر رد عمل ہوتا ہے۔ مثلاً بھانامتی کا عامل اپنی پتلی کے جسم میں سوئی چھوئے گا تو اس کے معمول کو بھی سوئی چھنے کا احساس ہوگا اور تھوڑی دیر میں جسم پر سیاہ داغ نمودار ہو جائیں گے۔ اگر عامل اپنے گھر میں بیٹھ کر ہنڈیا میں گندگی ڈالے گا تو دشمن کے گھر ہنڈیا میں گندگی پائی جائے گی۔ اگر عامل گڑیا کی ساڑھی میں آگ لگا دے گا تو معمول کی ساڑھی میں بھی آگ لگ جائے گی خواہ وہ کہیں بھی بیٹھی ہو۔ اسی طرح اگر عامل پتلی کو رسی سے باندھ کر کسی درخت کے ساتھ لٹکا دے تو کھیت میں مل چلاتا ہوا معمول درخت سے لٹکا ہوا ملے گا۔ جب معمول کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے ورثاء ایسے عاملوں کی تلاش میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں جو اس کا دفیہ یا اثر کو زائل کر سکیں۔ بعض عامل آتے ہیں، جھاڑ پھونک کرتے ہیں مگر معمول کی تکلیف رفع ہوتے دیکھی نہیں گئی۔ ممکن ہے شافی صورتوں میں اس پر موجود جادو کا ازالہ ہو جاتا ہو۔

بھانامتی کے عامل یا جادوگر

بھانامتی کے عامل تو اپنے آپ کو عامل ظاہر نہیں کرتے۔ وہ سخت رازداری سے کام لیتے ہیں اور عام آدمیوں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ نہ ہی کسی عامل نے کبھی اقبال کیا۔ اگر مشتبہ آدمی کو تھانے طلب کر کے پوچھ گچھ کی جائے تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھ دے گا۔ وہ عامل ہمیشہ قابل اعتبار ایجنٹوں کے ذریعے صرف لائق اعتماد پارٹی سے سودا کرتے ہیں تاکہ اگر ایک عامل کے خلاف پولیس کارروائی کرے اور اسے گرفتار کرے تو دوسرے اس کی مدد کر سکیں۔ عامل پولیس کی حراست میں چلا جائے تو اس کے پاس نہ پتلیاں ہوں گی نہ ساز و سامان اس صورت میں اس کا کھیل بگڑ جاتا ہے، بلکہ ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس وقت دوسرے عامل انتقامی طور پر متعلقہ پولیس افسروں کے خلاف کارروائی شروع

کر دیتے ہیں۔ بھانامتی کے عاملوں کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ وہ ہر سال دیوالی کی رات کو اپنا جادو جگاتے ہیں۔ اگر اس روز انہیں موقع نہ ملے تو اس سال کے لیے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ روایت بھی مشہور ہے کہ اگر بھانامتی کے عامل کا دانت توڑ دیا جائے یا اسے موچی کے کوٹھے کا پانی پلا دیا جائے تو اس کے عمل کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ ایسی متعدد مثالیں سامنے آئی ہیں جن میں عوام نے بھانامتی کے عامل ہونے کا شبہ ہونے پر لوگوں کے دانت توڑ دیئے۔ ضلع گلبرگہ قصبہ الور میں ایک عورت بازار سے گزر رہی تھی کہ اچانک اس کی ساڑھی میں آگ لگ گئی۔ آس پاس کے دکانداروں نے بمشکل اسے جلنے سے بچایا۔ یہ عورت بھانامتی کا شکار ہو گئی تھی۔

قدیم مصر کا جادو

قدیم مصر کا سحر آج بھی اکثر لوگوں کے حواس پر طاری ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو عام طور پر جادو، سحر اور مسحور کن چیزوں سے بالکل متاثر نہیں ہوتے وہ بھی کسی نہ کسی طور پر قدیم مصری جادوگری اور سحر سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ آج کا انسان لاشعوری طور پر اس قدیم نسل کے اجتماعی شعور سے کسی نہ کسی طرح مربوط و منسلک ہے۔ چاہے ظاہری حواس، رنگ، نسل اور مذہب کا فرق اس کو قبول کرنے میں مانع ہو۔

قدیم مصر کے جادو کے بارے میں ایک مکتبہ فکر کی رائے یہ ہے کہ قدیم مصریوں کا نظام سحر کاری دراصل طوفان نوح علیہ السلام سے قبل گم گشتہ تہذیبوں سے اخذ کیا گیا تھا۔ اور ہم ان کے بارے میں قیاس آرائیوں اور قدیم لوک کہانیوں، گیتوں پر اعتبار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے ہو سکتا ہے کہ اصل حقیقت ان ہی میں کہیں پنہاں ہو۔ ان قدیم تہذیبوں میں اٹلانٹس، لیومیریا، انٹارکٹیکا، اور بابل و بینوانیز چند دیگر گم نام تہذیبوں کا نام سرفہرست ہے۔ ان قدیم تہذیبوں کی خبر ہمیں صرف لوک کہانیوں، گیتوں اور دیو مالائی قدیم داستانوں میں ملتی ہیں۔

ایک مکتبہ فکر ایسا بھی ہے جو تمام مصری ورثہ کو خالصتاً روحانی نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جبکہ ایک اور مکتبہ فکر اس وضاحت کو ترجیح دیتا ہے کہ یہ لوگ سائنسی علوم میں ترقی یافتہ لوگ تھے اور یہ لوگ جہاں بھی گئے اور جہاں بھی آباد ہوئے وہاں اپنی ہنرمندی اور فنون کے نقوش چھوڑ گئے۔ اس کے علاوہ مقامی آبادیوں میں بھی ان فنون کی ترقی و ترویج کے بیج چھوڑ گئے۔ مگر مقامی وحشی

اور غیر مہذب قبائل ان کے ہنر کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے اور انحطاط فکری کے زیر اثر رفتہ رفتہ ان علوم کی شکل ہی بگڑ گئی اور وہ چند دیو مالائی رسومات اور مذہبی گیتوں تک محدود ہو کر رہ گئی۔

غیر مہذب قبائل کے فکری انحطاط کی مثال یوں ہے کہ جنگ عظیم روم میں ایک جنگلی قبیلہ پر چند جہاز بم برساتے ہوئے گزرتے تو اس قوم نے جہاز کی شبیہ بنا کر اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ جہاز تباہی کے دیوتا تھے۔ بالکل اسی طرح ایک غلط فہمی کی بنیاد پر برطانوی جہاز نے افریقہ کے ایک وحشی قبیلے پر سامان خورد و نوش گرایا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس وحشی قبیلے نے ہوائی جہاز کی ایک شکل بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی کیونکہ ان کے خیال میں یہ جہاز خود اک فراہم کرنے والا دیوتا تھا۔ اس مثال سے بہ آسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ ترقی یافتہ مصری قوم کی باقیات کے ساتھ ان غیر مہذب وحشی اقوام نے کیا سلوک نہیں کیا ہوگا۔

تاریخ میں دجلہ و فرات کے کنارے پھلنے پھولنے والی اس تہذیب کا بڑی احتیاط سے احاطہ کیا گیا۔ تاریخی شواہد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اچانک ہی کسی وجہ سے اس تہذیب نے عروج حاصل کیا اور آس پاس کے علاقوں میں چھا گئی۔ عہد رفتہ کے تمام شاہی سلسلوں کا نسب اسی قوم سے شروع ہوتا ہے۔ اس نسل کے بارے میں جدید ترین نظریہ یہ ہے کہ ستارہ سائرس (Sirius) کے سیارתי نظام سے ایک خلائی جہاز اس مقام پر اترا اور جنسیاتی انجینئرنگ کے ذریعے اس نسل کو عقل و دانش اور ہنرمندی میں طاق کیا۔ اس طرح اس تہذیب نے عروج حاصل کیا۔

لیکن قطع نظر اس کے کہ اس تہذیب نے کہاں سے جنم لیا اور کہاں سے ان میں ہنرمندی اور فنکاری پیدا ہوئی، مصری ہنرمندی کی سحر کاری اور اسرار و رموز کی حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

مصری سحر کاری یا جادوگری کا تعلق اس مکتبہ فکر سے ہے جس نے انسانی ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ ان علوم اور ان کے اثرات کے بے شمار نام تفویض کئے جاسکتے ہیں۔ مگر بنیادی طور پر ان کا تعلق دیوی، دیوتاؤں کی اشکال اور ان کی ماورائی قوتوں، اصل بنیادی طرز فکر اور کائناتی توانائی سے منسلک ہے۔ ماورائی علوم سے دلچسپی رکھنے اور استفادہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس قسم کے تمام علوم اور ان کا طریقہ کار بنیادی طور پر مصری تہذیب میں ہی پروان چڑھا ہے۔ چنانچہ اگر آپ مصری علوم پر دسترس یا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنی ذات کے بارے میں غور و فکر کریں۔ کیونکہ اگر ایک مرتبہ غلط روش اختیار کر لیں تو مشکلات میں گھر سکتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ اپنی ذات اور اپنی نیت پر غور کرنا مشکل ہے اور اس کائنات میں اپنا مقام اور شناخت تلاش کرنے میں عمر عزیز صرف ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی غور کر لیں کہ واقعی آپ اس علم کے شوقین ہیں یا نہیں۔ یا صرف وقتی شوق کی خاطر ماورائی علوم میں دسترس کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مصری علوم بھی آپ کو کائنات میں اپنا مقام اور شناخت کی تلاش میں مدد دے سکتے ہیں۔

مصری جادوئی نظام میں ان کے بنیادی دیوی دیوتاؤں کی اقسام سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ مبتدی کے لیے ان دیو مالائی خداؤں کی ہیئت اور ان کے بارے میں لکھے جانے والے عقائد بہت وحشت ناک معلوم ہوں گے۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سپریمسی (Supermacy) پر یقین رکھنے والے طلباء کو زیادہ دشواری اور اذیت محسوس ہوگی۔ مگر ہم کو صرف ان عقائد کے بارے میں جاننا ہے۔

مصری دیوتاؤں کو بنیادی طور پر تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1. افریقہ کے وہ قدیم آبائی بزرگ یا انبیاء جن کو بہت بعد میں لوگوں کی جہالت نے مقام الہویت تک پہنچا دیا۔
2. نیک لوگوں کا وہ گروہ جو پہلے شاہی خانوادے کے وجود میں آنے سے پہلے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کی راہ کی دعوت دیتے۔ مگر بعد میں شرکیہ عقائد نے ان کو نظام ربوبیت میں شامل کر دیا۔
3. وہ مشہور سردار اور فائزین جو مصر کے آس پاس کے علاقوں میں موجود تھے اور حکمرانی کے ساتھ ساتھ خود ساختہ خدائی کے دعوے دار تھے اور کسی وجہ سے ان لوگوں نے مصری افواج پر فٹ حاصل کی یا مفتوح ہوئے۔ لہذا بعد میں سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر ان کو مصری دیوتاؤں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا تا کہ عوام الناس خود کو مصری تہذیب میں ضم کر لیں۔ بہت بعد میں ان میں سے اکثر دیوتاؤں کے نام بدل کر عیسائی مذہب میں شامل کر دیا گیا اور کسی نہ کسی صورت ان کی پرستش ہو رہی ہے۔

مصر کے عملی جادو اور اس کے بنیادی نظریات پر سالوں کی تحقیق کے بعد محقق اس بات پر متفق ہیں کہ تمام مصری دیوتاؤں کو بنیادی اقسام میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ ایک اور بات جو بالکل صاف نظر آتی ہے کہ ان میں سے اکثر دیوتاؤں کی چند صفیں بالکل یکساں ہیں۔ مثلاً شوہو (Shu) اور نفٹ (Tafnut)، ہورس (Horus) اور باسٹ (Bast)، را (Ra) اور

اوسیرس (Orsis) کی صفات ملتی جلتی ہیں۔

ہاں، البتہ دیوتا ہاتھور کے کئی روپ ہیں اور ہر قدیم بت پرست تہذیب میں مختلف نام اور صفات ملتی ہیں۔ اس کا قدیم ترین مشہور روپ گائے کا ہے جو دنیا کو صحت و توانائی فراہم کرنے کی ضامن سمجھتی جاتی تھی۔ دوسرا اس شیرنی کا ہے جس نے ماضی کی روایت کے مطابق (را) دیوتا سے انتقام لیا تھا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصری تہذیب نے ان نو بنیادی اشکال میں تمام دنیا کے مشہور دیوی اور دیوتاؤں کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

اوسیرس، آکس، ہورس، باسٹ، تھوتھ، باتھر، کھنسس، اینوبس، پتھا اور سیٹ۔

سیٹ کو اوسیرس کا بھائی مانا جاتا ہے اور وہ ہورس دیوتا کا ازلی دشمن ہے۔ اسے منفی قوتوں کا امین سمجھا جاتا ہے اور یہ معنی لیے جاتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو کسی بھی قسم کی جادوئی یا ماورائی طاقت و قوت حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ سب سے پہلے اپنے نفس میں موجود بدی کی قوت کو تابع کرے اور اس بدی کی قوت (نفس) کو زیر کرنا ہی ماورائی علوم حاصل کرنے کی سیڑھی کا پہلا قدم ہے۔

ہر دیوتا کا ایک اپنا مخصوص مزاج، عمل، رنگ، نمبر اور علامت وغیرہ ہیں۔ لہذا جادو یا ماورائی علوم یا حضرات کے عمل میں پیش رفت کے لیے ان قوانین سے واقفیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ مثلاً الہامی اور پیش گوئی کی قوت کھنسس اور ہورس سے جسمانی طاقت ہورس اور ہاتھور سے شفا بخشی کا حصول تھوتھ، ہورس اور باسٹ سے۔ جادوئی قوت آکس اور تھوتھ سے۔ حکومتی معاملات میں مدد تھوتھ اور اوسیرس سے اور زندگی کی آسائش انوبس، ہتھور اور پتھا سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

مصری دیوی دیوتاؤں کے نام، علامات، متعلقہ دھاتیں، عمومی رنگ خواص اور صفات و اثرات اور اثر پذیری کا دائرہ کار ذیل میں چارٹ کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ صفحہ چھوٹا ہے اس لیے انہیں کھول کر بیان کیا جا رہا ہے۔

مصری دیوی دیوتاؤں کی

قوت اور اثرات و صفات

1. اوسیرس

1. علامت: عبرانی حروف تہجی کا پہلا لفظ
2. عمومی رنگ: گہرا سنہری
3. خواص، صفات اور اثرات: فطرت، نشوونما، استحکام
4. دھاتوں کا رنگ: سفید اور ہلکا بن
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: بادشاہ، پجاری، روحانی باپ

2. آسٹس

1. علامت: تخت
2. عمومی رنگ: زردی مائل سنہری
3. خواص، صفات اور اثرات: مال اور محافظ
4. دھاتوں کا رنگ: شفاف نیلا
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: طبقات علماء کا ہنر یا معلمہ السحر

3. ہورس

1. علامت: آنکھ اتیری آنکھ
2. عمومی رنگ: زرد سنہرا
3. دھاتوں کا رنگ: چمک دار پیلا
4. خواص، صفات اور اثرات: جنگجو، محافظ گھر و خاندان، بدلہ لینے والا۔ ہاتھ نیبی
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: سورج دیوتا، نجات دہندہ، رئیس موسیقی و فنون، صحت دہندہ ساسیٹھ دیوتا کا جزواں۔

4. باستھ

1. علامت: قدیم مصری گھنٹی جو دیوتاؤں کی عبادت کے وقت بجائی جاتی ہے۔
2. عمومی رنگ: زرد
3. خواص، صفات اور اثرات: ازدواج کا سرپرست و

- محافظ، رقص، موسیقی اور عالم حیوانات۔
4. دھاتوں کا رنگ: فیروزہ رنگ
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: کاتب وحی، دیوتاؤں کے پیغامبر، ادویات تمام تھلیمی شعبے، رئیس آکاش

5. تھوتھ

1. علامت: کیڈوس، پروا اعضاء جو قدیم شفا گر رکھتے تھے۔
2. عمومی رنگ: تانبہ جیسا
3. خواص، صفات اور اثرات: شفا بخشی، تحصیل علم۔ ادبی
4. دھاتوں کا رنگ: بنفشی
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: سمائی قوت اور تغذیہ قوت عطا کرنے والا۔

6. ہاتھور، ہاتھر

1. علامت: آہنہ
2. عمومی رنگ: نقرئی
3. خواص، صفات اور اثرات: عورتوں کا محافظ، نجوم، محبت، باورچی خانے کے امور
4. دھاتوں کا رنگ: مرجان اور خوبانی جیسا
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: تمام مخفی علوم کی دیوی، مخفی رازوں کو آشکار کرنا۔

7. لیفتھس

1. علامت: صندوق یا اون کا باریک کپڑا
2. عمومی رنگ: نقرئی
3. خواص، صفات اور اثرات: خادم، مددگار، خوابوں کا دینے والا، سکون و راحت
4. دھاتوں کا رنگ: زردی مائل سبز، خاکستری مائل سبز
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: خدائی معمار یا معمار کائنات

8. پتھا

1. علامت: معمار کے آلات
2. عمومی رنگ: سرخ سنہرا
3. خواص، صفات اور اثرات: سائنس، ایجادات، تمام دستی ہنرمندی، مردوں کا محافظ
4. دھاتوں کا رنگ: بنفشی

9. انوبس

1. علامت: مردہ رکھنے کا بکس جس پر مصری بھیڑیے یا شکاری کتے کی شبیہ ہو۔
2. عمومی رنگ: نقرئی
3. خواص، صفات اور اثرات: گرم شدہ اشیاء کو بازیاب کرنے والا، سفر کرنے والوں کا مددگار، راستہ دکھانے والا، سیاست دان، نفسیاتی امور
4. دھاتوں کا رنگ: پکی مٹی جیسا رنگ
5. اثر پذیری کا دائرہ کار: وجدانی قوت، دماغی، شفا بخشی، سخاوت، ہورس کا جڑواں۔

جادوگری اور علم سیمیا

جادو سے روح کو دوسرے بدن میں منتقل کرنا

فن نیرنجات بھی دیگر علوم معتبرہ کی طرح بہت اہم علم مانا جاتا ہے۔ قدیم سنسکرت اور پراکرت کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اس فن میں کیمیا، سیمیا اور لیمیا کے جاننے والے بکثرت تھے۔ کیونکہ تارک الدنیاشی اور منی اشخاص کی کثرت تھی۔ بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیمیا و سیمیا و لیمیا اس نہ باشند جز بذات اولیاء۔

کیمیا میں ”ہفت احباب“ اور ”ہفت ساگر“ نامی کتابیں مشہور ہیں۔ سیمیا کے اصل معنی اس طلسم کے ہیں جس کی وجہ سے ایک روح کو دوسرے بدن میں منتقل کیا جاسکے اور ایسی اشیائے موہوم جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہ ہو۔ لیمیا سے مراد ایسے شعبہ ہے ہیں جو اشیاء کے کرب سے اپنا رنگ یا ہیت بدل سکیں جیسے گندھک کے دھوئیں سے سرخ پھول کا سفید ہو جانا یا گڑھل کے پھول کا عرق چھری پر مل کر اس سے لیموں تراشنا جس کی وجہ سے لیموں سے خون کی طرح سرخ رنگ کا عرق نکلتا ہے۔

فن جادوگری

بعض اوقات اشیاء کے اس تعلق سے فائدہ حاصل کرنا بھی فن لیمیا ہی کی بدولت میسر ہوتا ہے۔ جیسے مرگی کے لیے عور صلیب کا گردن میں تعلیق کرنا، کھانسی کے لیے برگ سداب کا گلے میں باندھنا، جلد دانت نکالنے کے لیے بچے کے ہاتھ پر کھربا کا باندھنا، طاعون کے لیے درونج عقرلی یا پیسہ کا تعلیق کرنا اور چھوٹے بچے کے نیند میں ڈرنے کے لیے اس کے سر ہانے بلور کار کھنا وغیرہ۔ اگرچہ آج کل فن کیمیا مفقود ہے۔ تاہم لیمیا و سیمیا کے جاننے والے صد ہا سادھو سنیاسی ہر جگہ اپنا الو سیدھا کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض آہنی خاردار پلنگڑی پر برہنہ بیٹھے ہوئے یہ جتانا چاہتے ہیں کہ ان کے سخت اجسام میں نوک دار اشیاء کیلیں اور کانٹے اثر نہیں کرتے۔ کوئی اپنی کھڑاؤں پر گھونچکی سفید کالعب مل کر بغیر جوتے پہنے کھونٹیوں پر چل کر دکھاتا ہے۔ کوئی لکڑی یا چرخ کے چمڑے پر آسن جمائے سطح آب پر بہا چلا جاتا ہے۔ کوئی ایک قسم کی پتیوں کو ہاتھ پیروں پر مل کر شہد کی مکھیوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیتا ہے۔ کوئی حضرت گھیکواری پیروں کے تلوؤں پر مل کر آگ پر چلنے کی مشق کرتا ہے۔ پاک و ہند میں دعایا منتر پڑھ کر ناک، کان چھیدنے والے فقیر ابھی تک موجود ہیں۔ جن کے لب لگاتے ہی خون بند ہو جاتا ہے۔ بعض فقیر ہاتھ پاؤں اور سر کاٹ کر پھر لب لگا کر جوڑ دیتے ہیں۔ اس فن میں خاندان رفاعیہ مہارت رکھتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ابے پال جوگی اتنا بڑا جادوگر تھا کہ وہ آسمان سے پتھر برساتا تھا اور ہوا میں اڑتا تھا۔ جس دم کر کے صد ہا برس زندہ رہنے والے سادھوؤں کی سادھیاں مراقبہ بارہا منظر عام پر لائی گئی ہیں۔ مگر برصغیر میں کسی نے کوئی تاریخی ثبوت اور ان واقعات کے متعلق تحریر کرنے کی کوشش نہیں کی۔

عربی عملیات کی کتابوں میں کہیں کہیں ان محرکات کا پتا چلتا ہے جس نے عرب و عجم کے چند اشخاص کو ان فن جادو اور عزائم سے بہرہ اندوز کیا تھا۔ ہند کی طرح فارس، یونان، روم و الکبریٰ اور چین بھی ساکت ہیں۔ حالانکہ چین کی قدامت مسلم ہے۔ بابل و نینوا اور قرطبہ کی تاریخ سے بھی علم سحر اور نیرنجات پر کما حقہ روشنی نہیں پڑتی۔ حالانکہ پاک و ہند کی طرح جملہ اقوام قدیم فن جادوگری میں کافی دسترس رکھتی تھیں۔ حیرت کی بات ہے کہ جملہ اقطائے عالم میں صرف مصر ایسا ملک ہے جس کی تاریخ مکمل طور پر محفوظ ہے۔ اس میں قبل از طوفان نوح علیہ السلام اور بعد از طوفان نوح کے فرمانروایان مقتدر کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔

”طلائع المقدورین“ میں ان ساحروں، جادوگروں اور ماہرین علم نیرنجات کا حال درج ہے

جو مصر میں قبل از طوفان نوح علیہ السلام گزرے ہیں اور اس زمانے میں کافی مشہور تھے۔

نقدارش حبابہ بن مصر اسیم نامی شخص کاہن اور طلسم دان تھا۔ اس نے شہر ام رس میں متعدد عجائب گھر بنائے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ وسط شہر میں سیاہ پتھروں کی دو مورتیاں بالقابل (آمنے سامنے) نصب کی گئی تھیں۔ دونوں مورتیوں کے درمیان سے ہو کر جو چور گز رنا چاہتا، اسے مورتیاں اپنی گرفت میں لے لیتی تھیں۔ اسی بادشاہ کا پوتا نبیرہ زبردست جادوگر تھا۔ وہ شیر پر سوار ہوتا تھا اور شیاطین کو مسخر کر رکھا تھا۔ اس نے اپنے باغ میں ایک ایسا درخت لگا رکھا تھا جس میں ہر قسم کے پھل لگتے تھے۔ وہ رات کے وقت چہرے پر کوئی چمکیلی چیز مل لیتا تھا جس سے لوگ بہت خوفزدہ ہوتے تھے۔

قدیم مصر میں جادوگری

شاہان مصر قدیم میں عریاق نامی بادشاہ تھا۔ اس نے ایک نحاسی درخت اس صفت کا بنایا تھا کہ اس پر جو پرندہ آ کر بیٹھتا ہے ہوش ہو جاتا تھا اور وہ اسے پکڑ لیتا تھا۔ وہ بادشاہ جادو کے ذریعے عورتوں کو اغواء کیا کرتا تھا۔ اسی کے عہد حکومت میں ہاروت اور ماروت تھے۔ لوجیم ابن نقارش نامی مصری بادشاہ کے عہد میں کوؤں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ وہ ہری بھری کھیتیاں کھا جاتے تھے۔ اس نے فن لیمیا کی بنیاد پر ملک کے چاروں گوشوں میں ایسے تنتر نصب کیے کہ تمام کوئے دفع ہو گئے۔ اسی بادشاہ نے قبہ سات ستونوں پر قائم کیا تھا۔ اس میں سات دروازے لگائے گئے تھے۔ ہر دروازے پر ایک ایک بت نصب تھا۔ جس بت کے سامنے جب دوڑنے والے لائے جاتے تو وہ بت زیادتی کرنے والے کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔

قدیم مصر کے سور یہ نامی بادشاہ نے جسے اہرامات کا بانی بتایا جاتا ہے، ایک ایسا آئینہ شہر میں نصب کر رکھا تھا جس میں جملہ ملکوں کی حدیں نظر آتی تھیں اور اس سے قحط و طوفان کا حال ظاہر ہوتا تھا۔ اسی بادشاہ نے ایک ایسی مورت بنائی تھی کہ ایک عورت گود میں بچہ لیے ہوئے تھی۔ عورت کے مورت کو مس کرنے سے عورت کا مرض رفع ہوتا تھا اور بچے کو مس کرنے سے بچے مرض سے نجات پاتے تھے۔

کتاب مذکورہ میں درج ہے کہ ہر ہم پر خازن روحانی مقررہ ہے۔ یہ بات درست ثابت

ہوتی ہے۔ کیونکہ جب قوت غنم (ہامان) کی نعلش کی کھدائی کا کام جاری تھا تو کئی اشخاص کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے تھے۔ اس سے قبل اہرام سے نکالی ہوئی جملہ نعلشوں نے بھی یہی اثر دکھایا تھا۔ چنانچہ برٹش میوزیم میں رکھی ہوئی مصری فرعونوں کی نعلشوں کے متعلق بھی اسی قسم کی روایات مشہور ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گرافندر تاریخ میں درج فرمایا ہے کہ بعد از طوفان نوح علیہ السلام بھی مصر نے اپنی ساحرانہ عظمت قائم رکھی۔ چنانچہ طفطیریم کے عجائب خانے میں پانی کا ایک ایسا ستون تھا جو نہ بہتا تھا اور نہ گرمی سے پکھلتا تھا۔ اس عجائب خانے میں ایک حوض فلسطین نام کا تھا جس پر پرواز کرتا ہوا کوئی پرندہ گزرتا تو وہ حوض میں گر پڑتا تھا۔ یہاں ایک نحاسی (تانبہ) کا ستون بھی کڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے شہر میں حشرات الارض داخل نہ ہو سکتے تھے۔ شہر الوامات میں ایک ایسی مورت نصب کی گئی تھی جس کو بھونے سے نامرد مسخور کی قوت رجوعیت (شہوت) عود کر آتی تھی۔ اسی شہر میں ایک اور مورت تھی جس کو مس کرنے سے عورت کے دودھ آ جاتا تھا۔

ایک شہر میں ایسی تمثال روحانی نصب کی گئی تھی جو بدکار مرد اور عورت کو پکڑ لیتی تھی۔ مناوش نامی بادشاہ نے شہر کے گرد ایسے طلسمات بنائے تھے جن کے سروحشی جانوروں کی طرح اور ہاتھ انسانوں کے تھے۔ ان سے جلب منافع اور دفع نصار کا کام لیا جاتا تھا۔ اسی بادشاہ نے ایک ایسا گنبد (برج) بنایا تھا جو بادل کی طرح موسم سرما و گرما میں برستا تھا۔ قبے کے نیچے پانی سبز پانی بھرا ہوا تھا جس سے ہر مرض کا علاج کیا جاتا تھا۔

مرقونس بادشاہ نے ایسا دریم بنایا تھا جس کے ساتھ اگر کوئی چیز تولی جاتی تو وہ وزن میں دس گنا زیادہ ہوتی تھی۔ اسی طرح کاشم (فرعون ششم) نے کئی طلسمات بنائے تھے۔ منجملہ ازاں ایک تنور تھا جس میں بغیر آگ کے گوشت بھونا جاتا تھا اور روٹیاں پکائی جاتی تھیں ایک ایسی ہانڈی بھی تھی جو آگ کے بغیر کھانا پکاتی تھی۔ اسی طرح ایک ایسی چھری تھی جس پر مویشی خود بخود گر کر ذبح ہو جاتے تھے۔

قدیم مصر میں ایسے حمام بھی تھے جو خود بخود گرم ہوتے تھے۔ مصر کے خزانوں میں ایک ایسا دریم تھا جو کسی کے پاس نہ ٹھہرتا تھا۔ مصر کے گرد و نواح میں ایک ایسا برتن پایا گیا تھا جس میں پانی ڈالتے ہی پتھر ہو جاتا تھا۔ مصر کے ایک بادشاہ نے ایسا آئینہ بھی بنایا تھا جس میں معمولی بیمار اپنی صورت دیکھتا تو شکل دکھائی دیتی اور اگر جانبر نہ ہونے والا مرض دیکھتا تو اس کی شکل نظر نہ آتی تھی

کھائے۔

سیب بھی نہایت لذیذ تھے۔ درختوں پر پھل آنے کے بعد خوش نما پرندے بھی چھپھانے لگے اور ایسی دل آویز صدائے نغمہ نکالی کہ کسی پرندے کی مثال نہیں دی جاسکتی۔ آخر پرندے درختوں سے اڑ گئے اور درخت زمین میں غائب ہو گئے۔

2. آگ کے بغیر چاول پکانا:

ایک بڑی سی خالی دیگ منگوا کر اس میں نصف پانی بھرا گیا اور اس میں بیس من چاول ڈال دیے گئے۔ مگر دیگ کے نیچے آگ نہ جلائی گئی۔ چنانچہ آگ کے بغیر ہی دیگ خود بخود جوش میں آئی اور چاول کھد کھد کرنے لگے۔ دیگ سے کھانے کی خوشبو آنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد دیگ کو کھولا گیا اور اس سے سو برتنوں میں کھانا (چاول) نکالا گیا جو نہایت خوش ذائقہ اور نرم و گداز تھا۔ اس کے علاوہ دیگ میں سے سو کباب بھی نکلے۔ ہر برتن میں ایک ایک کباب رکھ دیا گیا جو اتنے لذیذ تھے کہ ہر کھانے والا انگلیاں چاٹتا رہ گیا۔

3. اڑنے والا فوارہ:

شعبہ ہازوں نے اپنے پاس سے ایک فوارہ نکال کر زمین پر رکھ دیا، اس کے گرد تین چکر لگائے اور فوراً فوارہ اڑنے لگا۔ اس فوارے میں سے ہر دم نئے نئے رنگ کا پانی دس گز (30 فٹ) بلند ہو کر بارش کی طرح برستا تھا مگر زمین بالکل تر نہ ہوتی تھی۔ پھر جب فوارے کو اٹھا کر دوبارہ زمین پر رکھا گیا تو اس میں عجیب و غریب آتش بازی کی ستارہ بازی اور گلکاری کا رنگ نمایاں ہوا۔

4. ایک آدمی کا 60 آدمیوں کو کندھے پر اٹھانا:

ایک آدمی بادشاہ کے سامنے آ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ دوسرا آیا اور جست لگا کر پہلے کے کندھے پر سر کے بل کھڑا ہو گیا۔ تیسرے نے اچک کر دوسرے آدمی کے پاؤں پر اپنا سر جمایا اور الٹا کھڑا ہو گیا۔ چوتھے شخص نے اچھل کر تیسرے کے پاؤں پر سر رکھا اور الٹا کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ساٹھ آدمی ایک کے اوپر ایک سر کے بل کھڑے ہو گئے جس کی وجہ سے سوا سو گز کی اونچی بن گئی۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا جس نے سب سے نیچے والے آدمی کے دونوں پاؤں

دلو کا بت زبا کو مصر کی ایک رانی تھی۔ اس نے ایک جادوگر کی مدد لے کر وسط شہر میں ایک گھر قلعہ کے اندر تعمیر کر کے اس کے چہار جانب خجروں، شیروں، گدھوں، گھوڑوں اور آدمیوں کی مورتیاں بنوائیں اور کہا کہ جدھر سے دشمن آئے گا ادھر کی مورتیاں حرکت کریں گی اور مورتیوں کے جن اعضاء کو توڑا جائے گا۔ دشمن اور اس کی فوج کے وہی اعضاء ٹوٹ جائیں گے۔ چنانچہ اس کو بخوبی مدد پہنچتی تھی اور اس جادوگر کی کا کہا سچ ثابت ہوا۔

مندرجہ بالا واقعات اگرچہ تاریخی ہیں مگر صدیوں ایام کے تہ در تہ غلافوں میں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے ممکن ہے کہ آپ انہیں مشکوک نگاہوں سے دیکھیں۔ لیکن جب آپ شاہ جہانگیر کے عہد کے تعجب انگیز شعبدوں کا حال پڑھیں گے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مصر کے جادوگروں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مبالغہ آمیز نہیں ہے۔ جادو کی طاقت کو قرآن کریم نے بھی مانا ہے۔ چنانچہ قصہ ہاروت و ماروت اس امر کا شاہد ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون نے جو جادو کرایا تھا وہ نظر بندی کا کھیل ہونے کی وجہ سے سیمیا کی قسم سے تھا۔ بادشاہ جہانگیر کے دربار میں بنگالا (بنگال) سے چند شعبہ باز آئے تھے جنہوں نے 19 حیرت انگیز شعبدے دکھائے تھے اور انہیں جادوگری قرار دیا تھا۔ ان کا ذکر شہنشاہ جہانگیر نے اپنی تزک (تزک جہانگیر) میں کیا ہے۔ ان میں سے چند جادوئی کمالات (شعبدوں) کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1. جادو کے درخت اگانا:

بنگالی شعبہ باز یا جادوگروں نے شہنشاہ جہانگیر کو چند اقسام کے تخم (بیج) دکھائے اور کہا کہ ان کے بونے سے جس قسم کا چاہو درخت اگائے گا۔ پھر شعبہ ہازوں نے تخم بونے اور ان کے گرد چند چکر لگائے۔ چنانچہ جس نے جس درخت کی خواہش کی وہ پھوٹنے لگا۔ خان جہان نے تو ت کا درخت طلب کیا۔ کسی نے آم کا درخت اگایا، کسی نے سیب کا، کسی نے جوز (جائفل) کا، کسی نے نار جیل (نار بل) کا۔ حالانکہ کسی نے شمالی ہند میں یہ درخت نہ دیکھے تھے۔ صرف ان کے پھل دیکھے ہوئے تھے۔ بہر حال سب کی خواہش والے درخت اگے، سب درختوں میں پھول لگے، پھر پھل آئے۔ جائفل کے پھولوں سے دربار معطر ہو گیا۔ آم اس قدر شیریں اور مزیدار تھے کہ ہر ایک نے کھانے کے بعد اعتراف کیا کہ ایسے نفیس و پر لطف آم انہوں نے پہلے کبھی نہیں

پکڑ کر زمین سے اٹھایا اور اپنے کندھے پر رکھ کر صحن میں گھومنے لگا۔ مگر 60 آدمیوں میں ایک بھی نیچے نہ گرا۔

5. مرغ، چکورا اور سانپ:

کپڑے کی ایک تھیلی الٹی گئی جسے خوب کھنگال کر دیکھا گیا کہ خالی ہے۔ پھر جو اس میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا گیا تو اس میں سے دو خوش رنگ مرغ نکلے۔ ان مرغوں کو زمین پر چھوڑا گیا تو فوراً ہی آپس میں لڑنے لگے اور اس قدر لڑے کہ ان کے پروں سے آگ نکلنے لگی۔ ان کے سامنے پردہ کھینچا گیا۔ پھر پردہ ہٹایا تو وہاں مرغ کی جگہ دو چکوریں لڑتی ہوئی دکھائی دیں اور ان کا چہرہ نابالکل اصلی چکوروں کی مانند تھا۔ اس کے بعد دوبارہ پردہ کیا گیا اور پھر ہٹایا گیا تو چکوروں کے بجائے دو سانپ لڑتے دکھائی دیے جن کا رنگ قرمزی تھا اور پھن سبز رنگ کے تھے۔

6. پسندیدہ جانور خیمے سے برآمد کرنا:

دو خیمے منگوا کر کسی قدر فاصلے پر نصب کیے گئے اور ان کے پردے اٹھا کر دکھایا گیا کہ بالکل خالی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دو آدمی لنگوٹ کس کر اندر داخل ہوئے اور کہا کہ چرند و پرند کی قسم سے جو جانور درکار ہو، حاضر کیا جائے گا اور ان کی لڑائی دکھائی جائے گی۔ خان زمان نے مسکرا کر کہا: ”بھلا شتر مرغ کا جوڑا تو نکالو اور ان کی لڑائی کا تماشا دکھاؤ۔“

اس کی فرمائش پر فوراً ہی خیمے سے دو شتر مرغ برآمد ہوئے اور آپس میں اس قدر وحشت سے لڑے کہ ان کے سر لہو لہان ہو گئے۔ اس کے بعد مرزا خرم (شاہ جہاں) نے دو نیل گایوں کی فرمائش کی۔ فوراً ہی حکم کی تعمیل ہوئی اور دو نیل گائیں آپس میں لڑتی نظر آئیں۔ اس کے علاوہ جس جانور کے لیے خواہش ظاہر کی جاتی وہ خیموں سے برآمد کیا جاتا تھا۔

7. تیروں کا کھیل:

ایک کمان اور 50 تیر منگوا کر ایک شعبہ باز نے تیر چلے میں رکھ کر آسمان کی طرف چلایا اور تیر ہوا میں جا کر رک گیا۔ دوسرا تیر مارا تو وہ پہلے تیر کے ساتھ جا ملا اور اس کے نیچے لٹک گیا۔ اسی طرح پچاس تیر جم کر ہوا میں معلق ہو گئے اور اوپر سے نیچے تک ایک لکیری بن گئی۔ اس کے بعد جو تیر پھینکا گیا وہ پہلے تمام تیروں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا چلا گیا اور سب تیر الگ الگ ہو کر

زمین پر آ کرے۔

8. پھول کا رنگ تبدیل کرنا:

ایک شعبہ باز نے طشت پانی سے بھرا اور سرخ رنگ کا ایک پھول ہاتھ میں لے کر جہانگیر سے کہا: ”حضور جو رنگ پسند فرمائیں پھول وہی رنگ اختیار کر لے گا۔“ یہ کہہ کر اس نے پھول کو پانی کے طشت میں غوطہ دے کر نکالا تو سرخ پھول کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔ پھر جو غوطہ دیا تو پھول کا رنگ آبی ہو گیا۔ پھر جو ڈبو کر نکالا تو وہ نارنجی رنگ تھا۔ اسی طرح اس نے جتنی بار پھول کو پانی میں غوطہ دیا۔ اتنی ہی بار پھول کا رنگ تبدیل ہوا۔

9. ایک لوٹے میں کئی مشک پانی:

ایک آفتابہ (لوٹا) مانگا گیا۔ اس میں پانی ڈالا اور ٹونٹی کی طرف سے بہانا شروع کیا۔ لوٹے سے کئی مشک پانی بہایا گیا۔ پھر بھی لوٹا خالی نہ ہوا۔ وہ جوں کا توں پانی سے لبریز تھا۔

10. خالی مرتبان بھر گئے:

دس عدد خالی مرتباں منگوا کر سب کے سامنے کپڑے سے ڈھک دیے گئے۔ تھوڑی دیر بعد کپڑا ہٹایا گیا تو مرتبان بھرے ہوئے تھے۔ کسی مرتبان میں خالص شہد تھا، کسی میں مربہ، کسی میں اچار کسی میں کھانڈ اور کسی میں ساق عروسان (انگلستان کی ایک مشہور شیرینی) تھی۔ الغرض سب مرتبانوں میں الگ الگ خوش ذائقہ اشیاء خوردنی بھری ہوئی تھیں۔

11. ایک کتاب سے کئی کتابیں:

شاہی کتب خانے سے کتاب گلستان طلب کی گئی۔ سب کو دکھا کر کتاب کو جز دان میں رکھ کر بادشاہ جہانگیر کے ہاتھ میں دیا گیا۔ دیکھا تو وہ گلستان کی بجائے دیوان حافظ تھا۔ پھر جو جز دان میں ڈال کر نکالا تو دیوان املی شیرازی تھا۔ غرض جتنی دفعہ کتاب کو جز دان میں رکھ کر نکالا اتنی ہی بار نئی کتاب برآمد ہوئی۔

12. شوہر کے ٹکڑے بیوہ کا ستی ہونا:

ایک جادوگر نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے شہنشاہ جہانگیر سے کہا: ”حضور عالی! آسمان پر

بادشاہ کو ادب سے سلام کیا۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود جملہ حاضرین عیش کش کراٹھے۔

ایک حقہ باز کی جادوگریاں

سفر نامہ ناصر الدین شاہ قاجار میں بھی چند جادوگر شعبہ بازوں کے واقعات ملتے ہیں جو زیادہ حیرت انگیز تو نہیں ہیں تاہم تاریخ میں ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ دوران سفر شاہ قاجار کو بلجیم میں ایک (شعبہ باز) نے چند شعبہ دے دکھائے۔

1. گھڑیوں پر مختلف ٹائم:

شعبہ باز نے لوگوں کی جیبوں سے چند گھڑیاں نکالیں اور پوچھا کہ کیا وقت ہوا ہے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ تین بجے ہیں۔ شعبہ باز نے ایک سے کہا کہ دیکھو تمہاری گھڑی میں چار بجے ہیں۔ دوسرے سے کہا، تمہاری گھڑی میں آٹھ بجے ہیں۔ تیسرے سے کہا کہ تمہاری گھڑی میں دو بجے ہیں۔ تو واقعی اس کی گھڑی کی سوئیاں دوہی کے ہند سے پر تھیں۔ ہر ایک گھڑی میں وہی وقت تھا جو شعبہ باز نے بتایا تھا۔

2. قفل بغیر چابی کے کھلنا:

شعبہ باز نے ایک بڑا سا قفل کنجی سے بند کر دیا۔ سب نے دیکھا کہ قفل لگا ہوا تھا۔ اس نے حاضرین سے پوچھا کہ فرمائیے کتنے عدد گنتے کے بعد قفل کھلے۔ سب نے کہا کہ بارہ عدد۔ شعبہ باز گنتے لگا۔ بارہ کا عدد پورا ہوتے ہی قفل خود بخود کھل گیا۔

3. ایک لفافے میں سے بیس لفافے نکالنا:

اس نے معتمد الملک سے کہا کہ کاغذ پر چند جملے تحریر کیجئے۔ انہوں نے جملے لکھے اور کاغذ بند کر کے شعبہ باز کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بند شدہ کاغذ کو سب کے سامنے جلا ڈالا۔ پھر میز کے خانے سے ایک بڑا سا بند لفافہ نکالا جو سر بہ مہر تھا۔ اس نے وہ لفافہ معتمد الملک کو چاک کرنے کے لیے دیا۔ انہوں نے چاک کیا تو لفافے میں سے دوسرا لفافہ برآمد ہوا۔ پھر دوسرے میں سے تیسرا لفافہ نکالا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے بیس بند لفافے نکلے۔ آخری لفافہ کھولا گیا تو اس میں

راجہ اندر کی دیوؤں کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ میں راجہ اندر کی مدد کے لیے جاتا ہوں۔ اپنی بیوی کو حضور کی نگرانی میں چھوڑتا ہوں۔ زندہ رہا تو واپس آ جاؤں گا۔ ورنہ جس طرح پسند خاطر ہو میری بیوی کا اچھا برا کیجئے گا۔“

یہ کہہ کر اس نے ایک باریک سی رسی نکالی۔ اس کا ایک گیند نما بندل سا بنا کر آسمان کی طرف اچھالا اور وہ رسی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ وہ آدمی رسی پکڑ کر اوپر چڑھا اور نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد رسی سرخ ہو گئی، اس سے خون ٹپکنے لگا۔ پھر اس آدمی کا ایک کٹا ہوا بازو زمین پر گر کر اس کے بعد دوسرا پاؤں نیچے آ پڑا۔ پھر دونوں ہاتھ زمین پر آ گرے۔ اس کے بعد سر لہو لہان ہو کر زمین پر آیا اور پھر دھڑ بھی زمین پر آ گرا۔ اس کی بیوی نے جوشو ہر کا یہ حال دیکھا تو گرہ زاری کرنے لگی۔ وہ صدمے سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

”میرا شوہر مارا گیا۔ میں اس کے بعد جی کر کیا کروں گی۔ میں اپنے مردہ شوہر کے ساتھ ہی ہو جانا چاہتی ہوں۔“

بادشاہ جہانگیر نے اسے ڈرایا دھمکایا اور باز رکھنے کی بہت کوشش کی مگر بیوی نہ مانی اور مردہ شوہر کے کٹے ہوئے اعضاء گود میں لیے جلتی چتا میں کود پڑی۔ وہ چشم ذدن میں جل کر راکھ ہو گئی۔ بادشاہ کو افسوس ہونے لگا۔ مگر چند منٹ بعد ہی عورت کا شوہر بالکل صحیح و سالم نیچے اتر آیا اور بادشاہ کی خدمت میں عرض کہ میری بیوی میرے حوالے کی جائے۔ جہانگیر بادشاہ نے کہا۔

”بھائی، تیرے اوپر جانے کے بعد تیرے جسم کے اعضاء یکے بعد دیگرے کٹ کٹ کر نیچے آ گئے۔ اس لیے تیری بیوی نے بے تاب ہو کر سستی ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس کی محبت اور گریہ زاری دیکھ کر مجبوراً مجھے اجازت دینا پڑی۔“

اس جادوگر یا شعبہ باز نے کہا۔ ”جناب عالی۔ غریب رعایا کی بہو بیٹیوں پر قبضہ کرنا حکمرانوں کے لیے زیبا نہیں۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ میری بیوی سستی ہوئی ہے۔ وہ ضرور زندہ ہے اور اسے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اجازت دیجئے کہ میں اسے پکاروں۔“

شہنشاہ جہانگیر نے ہنس کر کہا۔ ”بے وقوف آدمی مری ہوئی عورت کیا خاک جواب دے گی تمہاری پکار کا۔؟“

شعبہ باز نے بیوی کا نام لے کر پکارا تو بیوی فوراً بادشاہ کے تخت کے نیچے سے نکل آئی اور

سے وہ کاغذ برآمد ہوا، جس پر معتمد الملک نے جملے لکھے تھے۔

4. پیسوں کا سفر:

شعبہ باز نے چار بڑے بڑے پیسے ایک صندوقچی میں جدا جدا رکھے اور صندوقچی ایک آدمی کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر کسی قدر فاصلے پر ایک میز رکھی اور میز پر چینی کا ایک گل دان رکھا۔ کہا۔ ”اے پیسو! صندوقچی سے نکل کر گل دان میں چلے جاؤ۔“

اس پر پیسے جھنکار کے ساتھ گل دان میں جاتے دکھائی دیے۔ حالانکہ صندوقچی دور تھی اور گل دان پہلے ہی سب کے سامنے خالی دکھایا جا چکا تھا۔

سفر ممالک عثمانی کے دوران شعبہ باز

شاہ قاجار ناصر الدین نے عثمانی ممالک کے سفر کے دوران بھی چند شعبہ باز دیکھے جو ختم درج ذیل ہیں۔

1. لکڑی میں سے پرندہ

شعبہ باز نے ایک باریک لکڑی نکالی جس میں کسی قسم کا کوئی سوراخ نہ تھا۔ اس نے جونہی لکڑی پر ہاتھ پھیرا اس سے کناری نام کا ایک پرندہ نکلا اور اڑ کر ایک طرف جا بیٹھا۔ یہ پرندہ چڑیا کے برابر تھا۔

پھر اس شعبہ باز نے اقتصاد الدولہ سے یاقوت کی انگوٹھی لی اور میز پر دو لیموں رکھ کر کہا کہ ان میں سے ایک لیموں پسند کر لیجئے۔ پھر دوسرے لیموں کو کاٹ کر دکھایا کہ اس میں کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے یاقوت کے نگینے والی انگوٹھی ہوا میں اچھالی اور وہ غائب ہو گئی۔ پھر اس نے پرندے کو پکڑ کر اور موڑ توڑ کر اپنے ہاتھ میں غائب کر دیا۔ اس کے بعد پسند کردہ لیموں کا ٹاٹو اس میں سے پرندہ زندہ سلامت نکلا جس کے پنجے میں سرخ دھاگا تھا اور دھاگے میں انگوٹھی بندھی ہوئی تھی۔

2. رومال جلا کر ثابت نکالنا:

شعبہ باز نے صدر اعظم سے ایک رومال لیا۔ اس رومال کے چاقو سے ٹکڑے کر کے ایک

تکلی میں بھرے اور تکلی بند کر دی۔ اس کے بعد ایک اور صاف شفاف رومال لے کر اسے جلا کر راکھ کر ڈالا۔ اس راکھ کو اس نے پھونک مار کر اڑا دیا۔ پھر گار کی چار ڈبیاں نوکروں کی جیب سے نکال کر میز پر رکھیں اور صدر اعظم سے کہا کہ ایک ڈبیا انتخاب کر کے اٹھالیں۔ اس کے بعد شعبہ باز نے ایک شیشی توڑی۔ اس میں سے ایک زندہ قمری نکلی جس کے پنجے سے صدر اعظم کا رومال بندھا ہوا تھا۔ پھر صدر اعظم کی پسند کی ہوئی گار کی ڈبیا کھولی اور اس میں سے وہ دوسرا رومال نکالا جو صدر اعظم سے لیا تھا۔ وہ جلانے جانے کے باوجود ثابت اور بے عیب تھا۔

3. تربوز میں سے انگوٹھی نکالنا

اس کے بعد شعبہ باز نے شہزادہ اقتصاد الدولہ سے اس کی انگوٹھی لے کر میز پر رکھ دی۔ مگر پھر اٹھا کر دور پھینک دی اور وہ غائب ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے دو تربوز میز پر رکھے اور شہزادے سے کہا کہ ایک پسند کر لیجئے۔ شہزادے نے جس تربوز کو پسند کیا اسے کاٹا تو اس میں سے مرغی کا ایک انڈا برآمد ہوا۔ اس انڈے کو توڑا تو اس میں سے ایک ثابت و سالم اخروٹ برآمد ہوا۔ اس نے اخروٹ توڑنے کے لیے کہا۔ اخروٹ کو توڑا گیا تو اس میں سے شہزادے کی انگوٹھی برآمد ہوئی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین دنگ رہ گئے۔

علم سیمیا سے چند جادوئی شعبہ باز

قواعد اعمال:

فن جادوگری میں بعض لوگ مقدس الفاظ اور اعداد سے کام لیتے ہیں۔ آپ اسے اسلامی عمل بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کے قواعد چار اصولوں پر مشتمل ہیں۔ اصل اصول اس کی تین چیزیں ہیں۔ 1. عظام 2. رماد 3. مداد

ان کا ذکر قدیم زمانے کی کتب میں ہے۔ یہ سخت ترین اعمال ہیں اور ان میں غفلت نقصان دہ ہوتی ہے۔ چونکہ موجودہ دور میں انسان کے پاس اتنا وقت نہیں، نہ ہی اتنی جگہ اور روپیہ ہے کہ وہ ان کے تجربات کر سکے۔ پھر بھی علم ہونے کی حیثیت کے سبب انہیں بیان کیا جا رہا ہے۔ حقیقت

وصل اول:

علاھا کططشیشا

وصل دوم

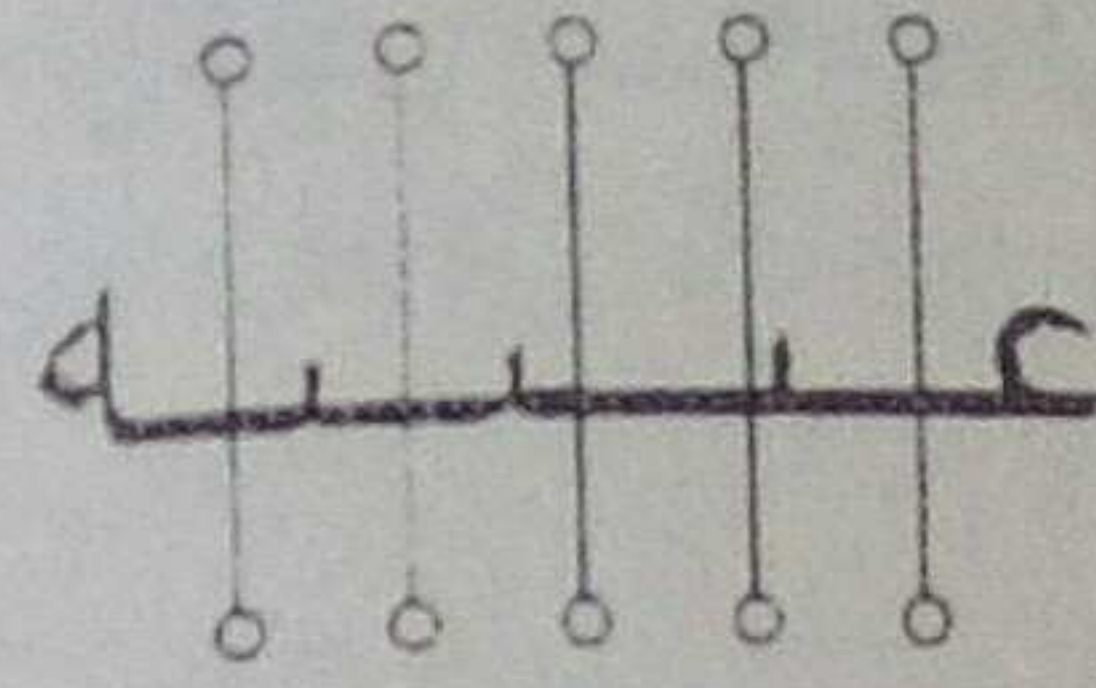
كُوْ سَحَطَه نِيْشَا

فصل اول: عظام

ام ۱۱۱۸، ۱۱۱۷، ۱۱۱۶، و ۹۸۱ دم

پھر ان سب ہڈیوں کو ایک برتن میں رکھ کر پانی ڈالا جائے مگر خیال رہے کہ ایک ہڈی
میں سے پانی کے اوپر تیر آئے گی اور ایک پانی کے اندر رہے گی اور ایک پانی کی تہہ میں بیٹھ جا-
گی۔ ان تینوں ہڈیوں کو نکال کر علیحدہ علیحدہ بند کر دیا جائے اور ان کی شناخت کے بعد بکس کے او-
پر لکھ دیا جائے۔ کیونکہ اس عمل کا دار و مدار ان تینوں ہڈیوں پر ہے۔ ان ہڈیوں کے علاوہ جو ہڈیاں
بچیں ان کو اور باقی بال و پر وغیرہ سب کو لے کر شیشے کے ایک برتن میں بند کر کے گل حکمت
جائے اور آگ میں جلا کر اس راکھ کو بہ حفاظت رکھا جائے۔ اس راکھ کا نام رماد اول ہے۔ آئندہ

اور اس کی خاتمہ یہ ہے۔

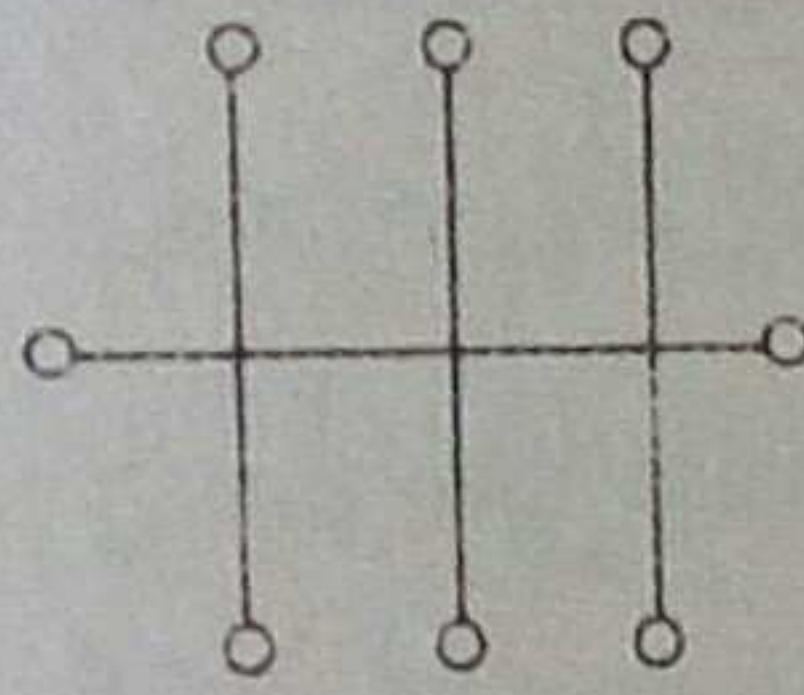


اس ہڈی کے اعمال ابر، برق اور چرند پرند سے متعلق ہیں۔ کیونکہ یہ بادی ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی عامل یہ ظاہر کرنا چاہے کہ وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ تو اس ہڈی پر روحانیت و اسمِ خانم لکھ کر جیسا کہ مذکور ہو، اپنے پاس رکھے اور ایک رسی آسمان کی طرف پھینکے اور صاحبِ یوم ساعت سے استدعا کرے اور اس قسم کو 49 بار پڑھے پھر کہے۔

يَا زَيْتُونُ هَذَا عَلَيَّ هَذِهِ الْغُيُونُ۔ اور پکار کر کہے۔ "اے حاضرینِ محفل دیکھو، میں آسمان پر جاتا۔" حالانکہ وہ وہیں بیٹھا ہوا ہوگا اور سب لوگ اس بات سے حیران رہ جائیں گے۔ اس ہڈی کے تصرفات بے شمار ہیں۔

وصل سوم

وہ ہڈی جو پانی کے اوپر آئی تھی۔ آتش مزاج رکھتی ہے۔ اس کے موکل کا نام سلیمون ہے اور روحانی اسم اس کا یہ ہے۔ کیلھو نشا خاتم اس کی یہ ہے۔



اس عمل کا تعلق آتش چیزوں سے ہے۔ عامل اگر یہ دکھانا چاہے کہ ایک آتش عظیم روشن ہے اور یہ عامل اس کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور آگ سے کھیل رہا ہے تو اس ہڈی کو بطریق مذکور اس پر اسمِ روحانیت وغیرہ پڑھ کر 42 بار اس قسم کو پڑھے اور صاحبِ یوم و ساعت سے مدد طلب کرے۔ پھر کہے۔ يَا سَلِيمُونُ خُذْ عَلَيَّ هَذِهِ الْغُيُونُ۔

اس وقت لوگوں کو ایک بہت بڑی آگ دکھائی دے گی۔ ان سے عامل کہے کہ دیکھو، میں آگ میں جاتا ہوں۔ سب یہ دیکھیں گے کہ وہ آگ میں چلا گیا۔ حالانکہ وہیں موجود ہوگا۔ اس کے علاوہ ناریات کے اس ہڈی سے متعلق بہت اعمال ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تینوں روحانی اعمال نیز اعظم کی روحانیت سے متضاد ہیں اور تمام اعمال سیمیا اور خیالات اور نظر بندی میں ان کا اثر علمائے فن جادوگری کے نزدیک ثابت ہے اور ان موکلات کے ماتحت اور بہت سے موکلات ہیں۔ جو شخص ان پر محافظت اور مداومت اور ریاضت کرے، اس کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ ان ہڈیوں کے اور بہت سے خواص کی تعلیم دیں گے اور جو حکم کرے گا اس کو بجالائیں گے۔ مگر اس کام کے لیے ایام اور اربابِ ساعات کا علم ضرور سیکھے اور اپنے راز کسی سے نہ کہے۔

فن جادوگری میں

جادوئی علامات و نشانات کی وضاحت:

فن جادوگری اور ماورائی علوم میں مختلف رمز یہ اشارے علامات اور نشانات بنائے جاتے ہیں، عام لوگ بلکہ اکثر ماہرین اور عامل یا جادوگر حضرات بھی ان تشبیہات اور علامات کے بارے میں جزوی معلومات سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ بلکہ اکثر تو کسی کتاب سے دیکھ کر صرف مکھی پہ مکھی مارتے ہیں۔ یہاں فن جادوگری (علم سحر) علم نبوم اور دیگر ماورائی علوم میں استعمال ہونے والی عام علامات اور رمز یہ اشارات کے بارے میں کچھ معلومات درج کی جا رہی ہیں۔

یہ تمام نشانات چند نقطوں، دائروں اور سیدھی وزاویے دار لکیروں کے باہم ملاپ سے بنتے ہیں اور اکثر ہمارے اطراف میں عام نظر آتے ہیں۔ ایسی اکثر علامات ہمیں لاشعوری طور پر متاثر کرتی ہیں۔ مگر چونکہ ہم ان کے باطنی پہلو سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ اس لیے شعوری طور پر انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں جس سے کبھی فائدہ اور کبھی نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔

علامتی ستارے

ستارے بے شمار اقسام اور طریقوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے عام اور معروف قسمیں پانچ، چھ، سات، نو اور بارہ کونوں والے ستاروں کی ہیں۔ تمام طاق نوکوں والے ستارے ایک ہی لکیر کے مختلف زاویوں سے بنتے ہیں اور تمام جفت نوکوں والے ستارے مختلف ٹکون اور طریقوں کے باہم ملاپ سے بنتے ہیں۔

☆ پانچ کونوں والا ستارہ بنی نوع انسان یا حضرت آدم علیہ السلام کی علامت تسلیم کی جاتی ہے۔ مشہور مصور مائیکل انجیلو نے پانچ کونوں والے ستارے کے درمیان ایک نیم برہمن آدمی کی تصویر بنا کر اس روایت کو زندہ رکھا۔ اگر اس ستارے کی اوپری نوک نمایاں ہو تو اسے اچھائی، نیکی، روحانیت اور تخلیقی صلاحیتوں کا حامل ستارہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر تمام نوک بالکل برابر ہوں تو اسے حفاظت کرنے والا حصار یا تعویذ کی صورت میں تقریباً تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔

☆ پانچ کونوں والا ستارہ بنی نوع انسان یا حضرت آدم علیہ السلام کی علامت تسلیم کی جاتی ہے۔ مشہور مصور مائیکل انجیلو نے پانچ کونوں والے ستارے کے درمیان ایک نیم برہمن آدمی کی تصویر بنا کر اس روایت کو زندہ رکھا۔ اگر اس ستارے کی اوپری نوک نمایاں ہو تو اسے اچھائی، نیکی، روحانیت اور تخلیقی صلاحیتوں کا حامل ستارہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر تمام نوک بالکل برابر ہوں تو اسے حفاظت کرنے والا حصار یا تعویذ کی صورت میں تقریباً تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔

☆ سات کونوں والا ستارہ تمام مذاہب میں روحانی بالیدگی، روحانی عظمت اور بلندگی کی علامت ہے۔ اسے ماورائی علوم میں تحفظ کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے اور کئی مذاہب میں یہ متبرک نشان کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ سات کونوں والا ستارہ تمام مذاہب میں روحانی بالیدگی، روحانی عظمت اور بلندگی کی علامت ہے۔ اسے ماورائی علوم میں تحفظ کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے اور کئی مذاہب میں یہ متبرک نشان کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ سات کونوں والا ستارہ تمام مذاہب میں روحانی بالیدگی، روحانی عظمت اور بلندگی کی علامت ہے۔ اسے ماورائی علوم میں تحفظ کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے اور کئی مذاہب میں یہ متبرک نشان کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

سات کونوں والی عمارت:

آثار قدیمہ کے ایک ماہر پروفیسر ٹام اسمتھ نے نارتھ ویلز (انگلینڈ) میں Moel-tyuchaf کے مقام پر سات کونوں والی ایک عمارت کی باقیات تلاش کی ہیں۔ یہ عمارت مکمل طور پر جیومیٹرک حساب کتاب پر بنی ہوئی ہے۔ اندازہ ہے کہ اسے فلکیاتی مشاہدے کے لیے استعمال کیا جاتا ہوگا، یا مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لیے بنایا گیا ہوگا۔ بہر حال اس کا استعمال ابھی تک راز ہے اس عمارت کے علاوہ بھی کئی قدیم عمارتیں سات کونوں والے ستاروں کی اشکال پر بنی ہوئی دریافت کی گئی ہیں۔ نہ جانے زمانہ قدیم کے لوگ اس شکل کی عمارت کیوں بناتے تھے اور ان کا کیا استعمال تھا۔ بہر حال دنیا کے کئی حصوں میں ان باقیات کی موجودگی سے یہی پتا چلتا ہے کہ اس کا یقیناً کوئی نہ کوئی روحانی یا جادوئی پہلو ضرور ہوگا جو وقت کے علوم میں دھندلا گیا۔

☆ نو کونوں والا ستارہ علم نجوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ زحل اور مشتری کے 60 سالہ دور کے بعد قائم ہونے والی نظر کی علامت ہیں۔ پچھلی بار یہ نظر 1961ء میں برج جدی میں بنی تھی۔

☆ بارہ کونوں والا ستارہ بھی علم نجوم میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ عام آرائشی کاہوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ علم نجوم میں یہ بارہ برجوں کی علامت کے طور پر استعمال

ہوتا ہے۔ یہ چار ٹکونوں سے مل کر بنتا ہے ہر ٹکون ایک بنیادی عنصر کی نمائندگی کرتی ہے۔ یعنی آتش، آبی، بادی اور خاکی۔

آتش سے متعلقہ برج حمل، اسد اور قوس ہیں۔ خاکی سے متعلقہ بروج ثور، سنبلہ اور جدی ہیں بادی سے متعلقہ برج جوزا، میزان اور دلو ہیں آبی سے متعلقہ بروج سرطان، عقرب اور حوت ہیں۔

یہ ستارہ علم نجوم کے بنیادی نظرات کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ستارہ تین مربعوں سے مل کر بھی بنتا ہے جو بروج کی ماہیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی منقلب، ثابت اور ذوجسدین۔

منقلب بروج حمل، سرطان، جدی اور میزان ہیں۔ ثابت بروج ثور، اسد، عقرب اور دلو ہیں جبکہ ذوجسدین بروج جوزا، سنبلہ، قوس اور حوت ہیں۔

□ مربع (چوکور)

چار سیدھی لکیریں 90 درجہ کے زاویے پر مل کر مربع بناتی ہیں۔ قدیم کتابوں میں اس نشان کو دنیا کی علامت کے طور پر بنایا جاتا تھا۔ اسے کاملیت پابندیوں اور احکامات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ چوکور یا مربع نما گھر ”ایگرنین“ قوم نے تعمیر کیا۔ اس سے قدیم گھر ”نومید“ قوم کے پائے گئے ہیں۔ مگر ان میں کوئی خاص ترتیب اور پیمائش کا حساب نہیں رکھا جاتا تھا۔ قدیم ریڈائنڈین اقوام گول خیموں میں رہنا پسند کرتی تھی۔

مربع کا نشان استحکام، مضبوطی، تحفظ، خاک نشینی اور مضبوط بنیاد کی علامت ہے۔ جس طرح چوکور بنیاد کسی بھی عمارت کی مضبوطی اور پائیداری کی ضامن ہے۔ اس طرح فطرت کے بہت سے اصول اسی چار پر ہیں۔ مثلاً چار موسم، چار کی چار منزلیں، چار بڑے فرشتے، دن کے چار پہر، انجیل کے چار منصف، اسلام کے چار مذہب، چار بنیادی عناصر وغیرہ۔ ان شعاؤں سے مربع نما نشان کی عظمت اور اہمیت صاف اور واضح ہے۔

مسدس

مسدس چھ لکیروں پر مشتمل نشان ہے۔ اگر اس مسدس کو 45 درجہ پر ملایا جائے تو یہ ہیرے

کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بھی انتہائی مضبوطی، پائیداری، استحکام اور خوبصورتی کی علامت ہے۔ مگر چینی فلسفی اسے مونٹ یا منفی قوتوں کا علم بردار سمجھتے ہیں۔ اسے دولت مندی اور عظمت کا عالمی نشان بھی کہا جاتا ہے۔ رون (Rune) کے پشٹن گوئی کے پانے میں یہ نشان مذکر قوت کی علامت تصور کیا گیا ہے جو موٹی قوت کے ملاپ سے آفاقی توانائی حاصل کرتا ہے۔

◇ مخروط یا احرام (Pyramid)

یہ ایک تین جہتی اور ہفت پہلو مخروطی شکل ہے جو کہ ایک نقطہ پر ایک مثلث اور ایک مربع مل کر سات کونے بناتے ہیں۔ لہذا اس کو عدد 7 کی پراسراریت سے بھی وابستہ کیا جاتا ہے۔ اکثر افراد احرام یا مخروط کو پانچ کونوں کی وجہ سے 5 عدد سے منسوب کرتے ہیں۔ قدیم مصری تہذیب میں اس شکل کو آتش اور باد کا باہمی ملاپ تصور کیا جاتا تھا جسے آسمانی نور کا نام بھی دیا گیا۔ یہ نشان احرام مصر کی حیران کن خصوصیت کی وجہ سے بذات خود ہی عظیم، قدیم اور قدامت پسندی کی علامت سمجھا جاتا تھا اور اسے مصری جادوگر استعمال کرتے تھے۔

کئی قدیم تہذیبوں میں اس نشان کو متبرک پہاڑ یا چڑھائی کی علامت کے طور پر لیا جاتا ہے۔ اسے عام رخت اور بلندی کے علاوہ روحانی ولطف شور، نیز الاشعوری اور ماورائی قوتوں کی اعلیٰ واولیٰ قدروں میں آگے بڑھنے کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ احرام میں رکھی جانے والی ہر چیز کی زندگی بڑھ جاتی ہے اور ان کی کارکردگی اور خواص میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے عام مخصوص لکڑیوں اور لوہے سے بھی اسی خاص زاویوں پر چھوٹے چھوٹے احرام یورپ میں عام دستیاب ہیں اور لوگ ان میں چیزیں بھی رکھتے ہیں اور مراقبہ وغیرہ کی مشقیں بھی انجام دیتے ہیں۔

بہر حال اس نشان کے اصل جادوی راز اور ساحرانہ خواص وقت کے اندھیروں میں گم ہو چکے ہیں۔

+ جمع کا نشان □

دوسیدھی لکیریں ایک دوسرے کو آڑا تر چھا کاٹتی ہیں تو جمع یا کراس کا نشان وجود میں آتا

پراسراریت اور خوبصورتی کا ملاپ سمجھا جاتا ہے۔ اکثر مذاہب میں اس نشان کو الوہیت، ربوبیت، تصوف اور قربانی کا نشان بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔

صلیب کا نشان

اس نشان میں لمبی عمودی لکیر ایک چھوٹی غیر عمودی لکیر کو اوپر سے نیچے کی طرف کاٹتی ہوئی نظر آتی ہے۔ قدیم کتابوں میں اس کے معنی ہیں کہ روح غیر معمولی طور پر مادے کی گہرائی میں جا کر اس کی ہیت تبدیل کر دیتی ہے۔ مگر چونکہ اب عیسائیوں نے اسے اپنے مذہبی نشان کی علامت کے طور پر استعمال کر لیا ہے۔ اس لیے اب اس کے بنیادی معنوں میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ اب یہ صرف عیسائیوں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کی علامت بن کر رہ گیا ہے۔

پرانے معنوں میں بھی عیسائیوں کا کہنا ہے کہ روح عیسیٰ علیہ السلام عام انسانوں کے خراب معدے کے اندر تک جا کر بنیادی تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اسے تختہ دار کی علامت کے طور پر بھی عرصہ دراز تک استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ مگر اب یہ شہادت عظمیٰ کی علامت ہے۔ یہ تکالیف برداشت کرنے والی تہذیب یعنی بنی اسرائیل کی نمائندگی بھی کرتا ہے۔ آج بھی اکثر چرچ اسی شکل پر بنائے جاتے ہیں۔

اسے تلوار کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو خود قوت و طاقت کا نشان ہے۔ اس نشان کو ایسے بھی بنایا جاتا ہے اس کا مطلب اس طرح بیاں کیا گیا ہے کہ یہ ایک ایسے فرد کی علامت ہے جس نے روح کو دنیاوی آلودگی سے پاک کر لیا ہوں قدیم جرمنی کے پشن گودیوں کے رون Rune کے پہانے ہیں اس ۲ نشان کو تحفظ کی علامت کے طور پر مانا جاتا ہے۔ اسی نشان کو دائرے میں الٹا ② بنانے سے بین الاقوامی امن کا نشان بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ عالمی تنظیم برائے خاتمہ ایٹمی ہتھیار کا نشان بھی ہے۔

آٹھ نوک والا کراس

یہ کراس چاروں کونوں سے چیرا ہوا ہوتا ہے۔ اسے کراس اور جمع کے نشان کا ہم معنی تسلیم کیا جاتا ہے۔ مگر آٹھ نوکوں کی وجہ سے اس کے کئی اور معنی بھی لیے جاتے ہیں۔ یہ نشان پہلی مرتبہ

ہے۔ اسے مادے پر روح کی بالادستی کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے۔ کئی لوگ اسے مادے یا روح کے نزول کی علامت بھی کہتے ہیں۔ اکثر اسے افزائش نسل کے نشان کے طور پر جانتے ہیں جو ہر سطح پر نئی زندگی کی نشوونما میں معاون ہوتا ہے۔ چند فلسفوں میں کڑی لکیر کو قطب ستارہ کی لکیر اور عمودی لکیر کو شمس کی لکیر بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے ملاپ سے دنیا وجود میں آئی۔

جمع کے نشان کو قدیم روایتوں میں مردانہ قوت کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے جو چہار دھانگ عالم نشوونما اور فروغ پاتا ہے۔ اسے مثبت اور منفی، اور مذکر و مؤنث قوتوں کے ملاپ کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اسے اکثر قدیم روایتوں میں مکمل مرد کی علامت بھی کہا گیا ہے۔ یہ چار سمتوں، چار عناصر، جنت کی چار مہز اور وہ تمام چیزیں جو چار کے عدد سے منسوب ہیں ان کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

دائرے کے اندر جمع کا نشان

دائرے کے اندر مساوی جمع کا نشان بھی قدیم روایتوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ کراس جو کہ مرد کی علامت ہے۔ دنیاوی تبدیلی کی زد میں ہے۔ اس کراس کے نشان کو دائرے میں مقید کرنے کا یہ مقصد بھی ہوتا ہے کہ چار عناصر برابر مل کر انسان کے اندر عقل و دانش کے خزانے پیدا کرتی ہے اور روح کی دانش یا فطرت کے لاشعوری حواس کو قدرتی طور پر مادے میں منتقل کرتی ہے۔ اسے خوش بختی کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے۔ مگر تبدیلیوں کے بعد۔

اس کے علاوہ اس نشان کو شمسی توانائی کی علامت کے طور پر بھی لیا جاتا ہے جو اس جہاں میں چاروں طرف زندگی کے رنگ بکھیرتا ہے، کئی تہذیبوں میں یہ خوش بختی اور حفاظتی نشان کے طور پر بھی پہنا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے حفاظتی حصار کے طور پر بھی بنایا جاتا ہے۔

رون (Rune) کے پانسوں کے علم میں اور جرمنی کے قدیم پانسوں و ماورائی علم میں اسے تحفظ کا نشان، طاقت، روحانی قوت، نظم و نسق اور روحانی و مذہبی قوت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس نشان کو قدیم ہندو عقیدت میں پیکر مثالی (اورا) کے چکر کی علامت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو چار بنیادی عناصر آتش، بادی، آبی اور خاکی کو روح تسلیم کیا جاتا ہے۔ بعض تہذیبوں میں دائرے کے کراس پر گلاب کا پھول بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہم آہنگی،

کرتے ہیں۔

یہ نشان تکرار کی قوت، یعنی متواتر ایک ہی نام یا اسم کا پڑھنا یا گانے سے حاصل ہونے والی قوت کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے ان ہی پانسوں میں یہی نشان تین بازوؤں کے ساتھ بھی بنا ہوا ملتا ہے۔ (Trefot) کہتے ہیں۔ یہ ذہن انسانی کے تین پرت یعنی لاشعور، تحت شعور کے ملاپ سے حاصل ہونے والی لازوائی ماورائی اور پراسرار قوت کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے آفاقی طاقتوں کی مدد سے جادوئی قوت کی صلاحیت حاصل کرنے کی علامت بھی گردانا جاتا ہے۔

ضرب کا نشان x

یہ مکمل پختگی اور کاملیت کا نشان مانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے سینٹ انڈریو، اسکاٹ لینڈ اور سینٹ پیٹرکس، آئر لینڈ چرچ نے اسے مقدس مذہبی نشان کے طور پر اپنایا ہے۔ رومن حروف تہجی میں اس کو دس کے لیے استعمال کیا گیا ہے، جو بذات خود کامل عدد کی نمائندگی یا عکاسی کرتا ہے۔ محوری گردش کے آخری سرے اور نئے چکر کے آغاز کے لیے بھی اس نشان کو دائرے کے اندر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو شہادت اور خدا کی راہ میں تکلیفیں برداشت کرنے کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

رون (Rune) پیش گوئیں میں اسی نشان کا مطلب تمنہ وصول کرنا اور شراکت داری سے فائدے کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ ان رون پتوں میں اس سے ملتا جلتا ایک اور نشان بھی ملتا ہے جس کو نائیڈ کہتے ہیں۔ جس کے معنی آگ یا توانائی کی ضرورت ہے۔ ابتدائی وقتوں میں اس کے معنی تحفظ کا تھا۔ مگر یہ اس تحفظ کی علامت تھی۔ مشکلات اور تکالیف کے بعد کی جانے والی تگ و دو اور جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے۔ اس نشان کو مشکلات اور پریشانیوں سے سبق حاصل کرنے کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔

ٹی کراس T

اسے زندگی یا حیات اور شجر کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔ اسے خواہیدہ صلاحیتوں اور

عیسائیوں نے صلیبی جنگوں میں مسیحی سپاہیوں کے لیے استعمال کیا۔ بعد میں اس نشان کو امریکا، یورپ، برطانیہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں کالو کو قتل کرنے اور زندہ جلانے والے عیسائیوں کے گرد ہول نے اپنا ٹریڈ مارک بنالیا۔ یہ لوگ بھی خود کو مسیحی مجاہد (Crusader) کہتے تھے۔ اس کے لغوی معنی ہیں وہ لوگ جو صلیب سے نشان زدہ ہوں۔

خاص بات یہ ہے کہ یہ نشان کئی اسلامی فلسفوں میں آسمان کے آٹھ طبقات کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس کے علاوہ عرش الہی کو آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھنے کی اسلامی روایات میں بھی اسی نشان کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عربی گرامر میں آٹھ کی بہت اہمیت ہے اور بھی کئی معنی لیے جاتے ہیں۔ مگر ان کی گہرائی میں کوئی روایات نہیں ہیں۔

ساواسٹیکا

یہ نشان دنیا کے قدیم ترین نشانات ہیں۔ یہ تقریباً دنیا کی تمام تہذیبوں میں کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے رہے ہیں جن میں چین، جاپان، عرب، ہندوستان، یورپ اور امریکا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ شاید اس کے بنیادی معنی حرکت کے ہوں۔ اس نشان کو دیکھ کر گردش یا پہیہ کی گردش کا احساس ضرور جاگتا ہے۔ گھڑی کی چال کی سمت چلنے والا نشان (X) مذکر اور شمسی قوت کا علمبردار ہے۔ جبکہ گھڑی کی چال کی مخالف (X) بننے والا مؤنث اور قمری قوت کا عکاس ہے۔ شمسی اور مذکر میں تخلیقی قوت، حرکت، خوش قسمتی، کامل نمونے، اعلیٰ درجے کی لیاقت اور بے ترتیب، تباہ کن مادے کی حالت سمجھی جاتی ہے۔ تباہ کن مادے کی حالت سے مراد مادے کی وہ شکل جو دنیا کے قائم ہونے سے پہلے حالت تھی۔

قمری اور مؤنث کی علامت نسوانی، پیدائشی، صلاحیت، روحانی اور وجدانی قوت، اطاعت، فرمانبرداری اور کبھی کبھار اطاعت گزاری کے عالم میں حاصل کرنے کے رجحان کے طور پر مانا جاتا ہے۔ نازی جرمنی نے اس نشان کی افادیت کی وجہ سے ہی اسے قومی نشان کے طور پر اپنایا۔

پیشن گوئیوں کے پانے (Rune) میں اسی علامت کو شمسی توانائی، انقلاب قلب، ماہیت کی تبدیلی اور اپنی مرضی سے جادوئی یا جادو نما قوتوں کے حصول کی علامت کے طور پر لیا جاتا ہے۔ فن جادوگری میں اس نشان کی ایک خاص اہمیت ہے اور جادو کرنے والے اسے اب بھی استعمال

کئی بازوؤں والا کراس (یا ستارہ) *

چھ بازوؤں والے کراس یا ستارے کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات کو من و عن تسلیم کیا جائے۔ یعنی اطاعت و رضا کی علامت ہے۔ اکثر لوگ اسے ہر اس چیز کو اس کی اپنی جگہ پر اہم سمجھنے کی علامت مانتے ہیں۔ اسے دنیا میں نور بکھیرنے والے ستارے کی علامت بھی کہا جاتا ہے۔ اسے کے علاوہ اس حضرت عیسیٰ کو صلیب سے آسمان پر اٹھالیے جانے کی علامت بھی مانا جاتا ہے۔

ۛ پیش گوئیوں "رون Rune میں" اس ۛ نشان کو بیگل کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کے معنی دنیا کو بار آور رکھنے والا درخت ہے۔ اس کے علاوہ اسے روئی کی طرح نرم او لے کی علامت کے طور پر بھی لکھا جاتا ہے۔

* آٹھ بازوؤں والے کراس یا ستارے کو چمکتے سورج کی علامت کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ رون (Rune) کے پو میں اسے خوش بختی اور اقبال مندی کی علامت مانا جاتا ہے۔ قدیم یونانی اسے اپنے تصوراتی دیوتا اوڈن (Odin) کے اس گھوڑے سے تشبیہ دیتے ہیں جس کے آٹھ پاؤں تھے اور اس نے اوڈن دیوتا کو 9 جہانوں کی سیر کرائی تھی۔

اسے جنت کے آٹھ کونوں یا طبقوں سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ بدھ مذہب اور ہندو گول چکر (منڈل) میں آٹھ پتوں والی جیومیٹری شکل بناتے ہیں، جس کے اندر گلاب زرگس یا بیلے کے بارہ تیرہ پتوں والا پھول بناتے ہیں۔ وہ لوگ اشیان کو تحفظ طلسم یعنی جادو سے بچانے والا کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ نشان عالمی طور پر مجموعیت، کاملیت اور کلیت کی علامت بھی تسلیم کی جاتی ہے۔ اس منڈل کو مختلف طریقوں سے بنانے سے مخفی صلاحیتوں اجاگر ہوتی ہیں۔ منڈل کے درمیانی پھول کو ہوا کی خوشبو کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔

① ایسا ہی ایک اور منڈل بھی بنایا جاتا ہے جس کے درمیان چار پتوں کی جیومیٹرک شکل بنائی جاتی ہے۔ اس کے درمیان گلاب کا پھول بھی بنتا ہے۔ اس کی معنی پر اسراریت اور خاموشی کے ہیں۔ چار پتیاں چار عناصر اور افلاک کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اور گلاب کا پھول سکون و راحت کا اظہار کرتا ہے۔ مجموعی طور پر سکون کی علامت ہے۔

پوشیدہ عقل و دانش کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔ اسکیٹنڈینیون قوم میں اسے تھور (Thor) دیوتا (گرج چمک کا دیوتا) کے ہتھوڑے کی علامت کے طور پر لکھا جاتا تھا۔ اس ہتھوڑے کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ بجلی کی کڑک، بادل کی گرج، ہوا اور پانی کے طوفان پیدا کرنے کے قابل ہے۔ اس کے علاوہ یہ عام انسان کے لیے تحفظ کا عظیم نشان ہے۔

جب اس نشان کے دونوں بازوؤں کو ذرا نیچے گرا دیا جائے تو یہ قبر کا نشان بت جاتا ہے۔ رون (Rune) کے پتوں میں اسے جنگجو کی علامت کہتے ہیں۔ بعض صورتوں میں اسے رہبری کا نشان بھی مانا جاتا ہے۔ اسے راستہ دکھانے والے ستارے سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ کئی مذہبی عقیدوں میں اس نشان کو دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو کر فرشتوں جیسی صفات حاصل کرنے کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔ تیر کا نشان مرد، روزمرہ کی زندگی میں سمت نما کا کام انجام دیتا ہے۔ اسے مردانہ قوتوں کی نشاندہی کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

انکا کا نشان ♀

یہ نشان کراس کے اوپر بیضی دائرے کے اضافے سے بنتا ہے۔ اسے عام طور پر زندگی کی کنجی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ قدیم مصری اور جادوگر لوگ اسے زندگی کی علامت قرار دیتے تھے۔ اکثر لوگ اس کو عقل و دانش اور پر اسراریت کو حل کرنے کی کلید یا کنجی بھی سمجھتے ہیں۔ اسے غیر فانی، ابدی، زندہ جاوید۔ اور زخم ہونے والے کمال دائرے کی علامت بھی کہا جاتا ہے۔

اسے کئی فلسفوں میں مارے میں روح کے حلول کی علامت بھی گردانا جاتا ہے اور چند لوگ اسے ہر طرح کی عقل و دانش کا سرچشمہ بھی قرار دیتے ہیں۔ اسے مذکر و مونث جنس کا حسین امتزاج بھی سمجھا جاتا ہے اور اسے اونچے درجہ کے پادری اور زن دونوں آرائش زیور کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ قدیم زمانے میں اسے جادوگری میں استعمال کیا جاتا تھا۔

عام عیسائی بھی اسے کیورٹیکشن کے متبادل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اسے ابھرنے اور ڈوبنے سورج کی علامت بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ سورج اور دنیا ایک نہ ختم ہونے والی گردش میں مصروف عمل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک گروہ اسے نسل در نسل بادشاہت کی علامت بھی گردانتا ہے۔ کیونکہ چاہے بادشاہ مر جائے مگر اس کی نسل کی وجہ سے اس کا نام باقی رہتا ہے۔

کیڈوسیاس (Ceduceus)

اس نشان کو قدیم روایتوں میں دیوتا کی منادی کرنے والے پیغمبر کی علامت تصور جاتا ہے۔ خصوصاً یہ نشان جس کے درمیان ایک پروں والی لاشی ہو اور چار یا چھ مرتبہ بل کھائے ہوئے سانپ لپیٹے ہوئے ہوں تو اسے عطار دی دیوتا کی عصا سمجھا جاتا ہے جو خدا کا پیغمبر تھا۔ قدیم میں ایسی لاشی صرف وہی لوگ استعمال کرتے تھے جو روحانی معالج ہوں، جھاڑ پھونک اور جادو منتر سے علاج کرتے ہوں یا حکیم ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ حکمت کا علم رکھتے تھے اور عطار دہانہ کا نشان ہے۔ لہذا وہ اس لاشی کو پاس رکھنے کے مجاز تھے۔

یوگی حضرات درمیانی لکیر کو روح کا جسم انسانی میں نزول سے گرا دیتے ہیں۔ چار یا چھ مرتبہ بل کھاتی ہوئی لکیر کو بنیادی چکرا کے علامت کے طور پر لیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مختلف شقوں کے ذریعے کنڈلی شکتی بنیادی چکرا سے ہوتی ہوئی دماغ کی سردار چکرا تک جا پہنچتی ہے اور انسان مزوان یا وجدان حاصل کر لیتا ہے۔ پروں والی لاشی کی تعبیر یہ ہے کہ یہ کنڈلی شکتی کے ذریعے انسان کے اپنے روحانی گائیڈ سے ملاقات کرنے کی علامت کو استعمال بھی ہے۔

فن جادوگری میں

جادو سے کسی کو تکلیف پہنچانا اور علامات سحر

تکلیف کی اقسام اور نشانیاں

جادو منتر سے مقصود و مطلوب افراد کو جو تکلیف و اذیت پہنچائی جاتی ہے، اس کی عام طور پر پانچ اقسام ہیں۔

پہلی تکلیف کا عمل

جادو گر آٹے یا مٹی کا پتلا بنا کر اس میں سوئی چھبوتے ہیں اور منتر پڑھ کر دیوی دیوتا کو دعوت

دیتے ہیں۔ جس کسی کو تکلیف یا آزار میں مبتلا کرنا ہو، اس کے مکان میں موقع پا کر پتلا زمین میں گاڑ دیتے ہیں۔ جس پر جادو کیا جاتا ہے۔ وہ دن رات ایسی حالت میں رہتا ہے کہ جسم میں جا بجا سونیاں چھتی اور چیونٹیاں چلتی اسے محسوس ہوتی ہیں اور تمام بدن میں آگ جیسی پھنکی رہتی ہے۔

دوسری تکلیف کا عمل:

جادو گر یا عامل ایک مٹی کا ٹھیکر لے کر اس میں ہر قسم کی شیرینی، پھول اور پتلا مقصود شخص کا بنا کر اس میں سوئی چھبو کر رکھتے ہیں اور اس میں مٹی کا چراغ کڑوا تیل ڈال کر جلاتے ہیں اور پانی میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس جادو سے معمول یا مریض ہمیشہ مثل آب رواں اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ اس کو ہر وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں پانی میں بہا جاتا ہوں۔ اس کا دل ڈوبتا رہتا ہے اور اس کا جسم بھی کانپتا ہے۔

تیسری تکلیف کا عمل:

دیوالی یا دسہرہ کی راتیں بیر یا مسان یا ہنومان وغیرہ کو جگانے اور ان کو قبضہ میں لانے کے لیے موثر ہوتی ہیں۔ جادو گر ان کی دعوت کرتے اور بلاتے ہیں۔ ہر سال بران سے کام لیتے ہیں۔ جو کوئی انسان خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ، ان کی جھپٹ میں اگر تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی دشمن ہو تو جادو گر اپنے علم کو تازہ کرنے کے لیے اس پر چلاتے ہیں اور ہلاک کر دیتے ہیں۔ کوئی دشمن نہیں ہوتا تو درخت پر موٹھ چلاتے ہیں تو وہ ہر ابھر درخت خشک ہو جاتا ہے۔ اکثر لالچی لوگ ان جادو گروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ دوسرے کی قیمتی جان کو ختم کر دیں۔ اس وقت جادو گریوں کرتے ہیں کہ ایک چوکی اڑاتے ہیں اور کچھ معیاد مقرر کرتے ہیں۔ جس کے لیے جادو کیا گیا ہو وہ دکھ تکلیف اٹھا کر اسی عرصہ میں مر جاتا ہے۔

چوکی یوں کرتے ہیں کہ مٹی کے گھڑے کو توڑ کر اس کے بڑے ٹھیکرے میں پتلا وغیرہ رکھتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں اور اپنے دیوتاؤں کو بلاتے ہیں اور ان کے ذریعے اڑاتے ہیں اور اس دشمن کے مکان تک پہنچاتے ہیں۔ اگر اس وقت وہ کہیں راستے میں ہو تو اس پر گرتی ہے اور ٹوٹی ہے۔ مکان میں ہو تو مکان کی چھت یا صحن میں گرتی ہے۔ چنانچہ اس روز سے اس کے بدن میں درد ہوتا ہے یا کلیجہ لباہی ہو جاتا ہے یا خون منہ یا پاخانے کے راستے آنے لگتا ہے۔ ہر وقت بدن

جتا رہتا ہے۔

چوتھی تکلیف کا عمل:

جادوگر کسی کو کھلانے یا پلانے کے لیے منتر پڑھ کر لوگ کے جوڑے، ان کے پتے یا چیزیں دیتے ہیں جس کو یہ چیزیں کھلا دیں گے، وہ دماغی طور پر ختم ہو جاتا ہے، پاگلوں جیسی حرکت کرتا ہے یا سمجھ لیتا ہے کہ میں اب مر جاؤں گا۔ وہ کہتا ہے کہ میں مرنا چاہتا ہوں۔ وہ بے سلسلہ رہتا ہے کوئی کام کرنے کو اس کا جی نہیں چاہتا اور ہر وقت اسی اذیت میں مبتلا رہتا ہے۔

پانچویں تکلیف کا عمل:

جادوگر لوگ جادو منتر سے کسی مخصوص شخص کو ایسا دکھ دیتے ہیں کہ اس کی جان جاتی رہے۔ جس پر جادو کیا گیا ہو، اس کے کندھے بھاری رہتے ہیں۔ کبھی اس کی پیٹھ اور شانوں کے درمیان درد ہوتا ہے اور بوجھ رکھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ خواب میں ڈراؤنی شکلیں نظر آتی ہیں۔ اگر جادو کے اثرات کا علاج کسی ماہر فن جادوگر یا کامل ولی اللہ سے نہ کرا دیا جائے تو ایک ایک دن اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

فن جادوگری میں منتر تنتر

منتروں کا علم

منتر کیا ہوتا ہے؟

ایسے الفاظ کی بندش جو تاثیر ظاہر کرے، اسے منتر کہتے ہیں۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔ یا الفاظ کی بندش ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ ردھم (Rythem) اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ شعر کی الفاظ کی بندش ہے۔ ایک خیال جب شعر کی بندش میں آتا ہے تو اس میں ایک خاص لطف اور پیدا ہو جاتا ہے۔ وہی قوت ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح وہ لوگ جو فسوں، منتر اور عزیمتی باندھنے کا علم رکھتے ہیں۔ وہ اپنی زبان

میں ایک خاص نقطہ خیال کو مد نظر رکھ کر الفاظ باندھتے ہیں۔ ان الفاظ کا ردھم افسوں یا منتر کا قالب اختیار کرتا ہے تو اس میں ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے جس سے شفا یا مرض کا اثر دور ہو جاتا ہے۔ بعض جگہ پر آپ الفاظ کو بے معنی اور بے ربط پائیں گے۔ لیکن منتر کے ردھم کو قائم رکھنے کے لیے وہ ضروری ہوتے ہیں۔

کسی منتر کے الفاظ میں سے ایک لفظ بھی ادھر ادھر ہو جائے یا غلط ہو جائے تو منتر کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ جس طرح شعر وزن سے گر کر ناموزونیت واضح کر دیتا ہے اور اسی کو گرفت میں لایا جاسکتا ہے، اس طرح جو لوگ الفاظ کی مخفی قوتوں کا علم جانتے ہیں ان کو بھی منتر یا افسوں یا عزیمت یا طلسم کے الفاظ کی بندش کی قوت کا علم ہوتا ہے۔

چند مشہور منتر اور عملیات

زبان بندی کرنا:

اگر کسی کی زبان بندی کرنا مقصود ہو تو یہ منتر تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔
الف۔ الف دشمن کے منہ میں قفل، میرے منہ میں کنجی، رو پاریت کرو، دشمن کو زیر کرو۔

ترکیب عمل:

ہفتہ کے روز سے سات دن تک رات کو گھی کا چراغ جلا کر پھول بتاشہ چڑھائے، کافور کے ایک ہزار ٹکڑے لے کر ہر ایک پر یہ منتر پڑھ کر آگ میں ڈالے۔ جب کام پڑے۔ یعنی ضرورت ہو تو ایک سو آٹھ مرتبہ منتر پڑھ کر جس کی زبان بندی کرنا ہو، اس کے سامنے جا کر پھونک دے۔ یا اگر کسی حاکم کو کوئی عرضی درخواست دینی ہو تو عرضی پر منتر پھونک کر حاکم کو روانہ کرے۔ فوراً کام ہوگا۔

قتیلہ سید برہنہ:

اگر کسی کو جن بھوت ستاتا ہو تو ایک آدمی کی تصویر (خاکہ) بنا کر اس کے پیٹ پر یہ نقش لکھیں۔

۱۸۳۶	۱۸۳۹	۱۸۵۲	۱۸۳۹
۱۸۵۱	۱۸۴۰	۱۸۴۵	۱۸۵۰
۱۸۴۱	۱۸۵۳	۱۸۴۷	۱۸۴۳
۱۸۴۸	۱۸۴۳	۱۸۴۲	۱۸۵۳

ترکیب نقش طلسم:

اس نقش کے اوپر سیدھی طرف یعنی دائیں جانب یا میکائیل، دوسری طرف یا جبرائیل، نیچے سیدھے ہاتھ کی طرف یا اسرافیل اور اگے ہاتھ کی طرف یا عزرائیل لکھیں۔ یہ سوکلات نقش کے کونوں پر آئیں گے۔ تصویر کے پاؤں کے درمیان شداد۔ غرور۔ ہامان لکھیں۔ پھر نیاز سید برہنہ کی دیں اور نقش کی بتی بنا کر دیں۔ یہ بتی مریض یا حاجت مند شخص کے کمرے میں ایسی جگہ جلائیں جسے وہ مریض دیکھتا رہے۔ مریض سے جن بھوت نکل کر فتنہ میں جل جائے گا۔ اگر کسی مکان میں پتھر اینٹ پڑتے ہوں تو بھی اسی طرح نقش لکھ کر کھلا ہی رکھ کر چار کیلوں سے مکان میں کسی بھی جگہ گاڑ دیں تو اینٹ پتھر آنے بند ہو جائیں گے۔

دشمن کا پیشاب بند کرنا

اگر کسی دشمن یا مخالف کا پیشاب بند کرنا مقصود ہو تو اسم الہی سے کام لیا جاسکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ کسی کو ناجائز تکلیف ہرگز نہ دیں ورنہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

طریقہ عمل:

جب دشمن کا پیشاب بند کرنا ہو تو ایک رسی سوت کی سوا ہاتھ لمبی لے کر سات گرہ لگائیں۔ ہر گرہ پر یا قابض یا قہار پڑھیں۔ اسی طرح کے پہلے سورہ الم تر کیف (سورہ فیل) ستر مرتبہ پڑھیں پھر ہر گرہ پر یا قابض یا قہار سو سو مرتبہ پڑھ کر کہیں۔ فلاں بن فلاں کا پیشاب بند ہو۔ اس کے بعد رسی کو پرانی قبر میں بند کر دیں۔ سینہ (مردہ کے) کے پاس گاڑیں۔ پھر دوسرے روز بھی یہی عمل کریں تو دشمن کا پیشاب بند ہو جائے گا۔

جب اسے اچھا کرنا ہو یعنی پیشاب کھولنا ہو تو رسی کی ہر گرہ پر سو سو مرتبہ یا باسط پڑھ کر کھول دیں۔ دشمن اچھا ہو جائے گا اور اس کا پیشاب جاری ہو جائے گا۔

راز معلوم کرنا:

ترکیب عمل:

جب کوئی پوشیدہ بات یا راز معلوم کرنا ہو تو العلیم العلیم شمشورٹ و طینرغ و فاندغ پانچ ہزار تین سو چوبیس (5324) بار روزانہ دس رات تک پڑھیں تو عامل ہو جائیں گے۔ پھر جب خواب میں راز یا پوشیدہ بات معلوم کرنی ہو خواہ کوئی کام ہو تو معلوم کرنے والی بات کاغذ کے پرزے پر لکھیں اور تکیہ کے نیچے رکھ کر لیٹ جائیں اور جب تک نیند نہ آئے یہی عمل پڑھتے رہیں۔ ایک ہی رات میں راز معلوم ہو جائے گا۔

عمل بغض و نفاق

طریقہ:

مہینے کے آخری منگل کو پرانی قبر کی مٹی پرانے کنویں کی اینٹ اور پرانے پیپل کی لکڑی اور جہاں گدھا لیٹا ہو وہاں کی مٹی اور تیلی کے گولہ بونے نیچے کی مٹی۔ ان سب کو جمع کر کے اور پیس کر اس کی سات ٹکیاں بنالیں۔ مگر یہ سب کام گھر سے باہر کریں اور چیزیں بھی باہر ہی رکھیں۔ ٹکیاں تیار ہو جائیں تو با وضو ننگے سر ہو کر سورہ فیل ایک سو ایک مرتبہ اور یا جبار یا قہار ایک سو ایک بار پڑھ کر ٹکیوں پر دم کریں۔ اسی طرح سات دن کریں۔ جب سات دن پورے ہو جائیں تو ٹکیاں توڑ کر رکھ لیں۔

جب ضرورت ہو کہ دو افراد کے درمیان نفاق یا جدائی ہو جائے تو (جب قمر در عقرب ہو) تھوڑی سی مٹی دونوں میں سے کسی ایک کے سر پر یا اس کے غسل کے پانی میں ڈال دیں، ان میں عمر بھر جدائی رہے گی۔

یہ عمل جائز ضرورت کے لیے استعمال کریں۔ مثلاً دو افراد کا آپس میں تعلق آپ کے لیے نقصان دہ ہو یا وہ افراد مل کر کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہوں یا ان میں ناجائز تعلق ہو۔

دشمن کو برباد کرنا:

طریقہ عمل:

چاند کی پندرہ تاریخ کے بعد جو منگل آئے، اس روز دو پہر کے وقت تنہائی میں یہ عمل کیا جائے۔ ویران مقام یا جنگل میں واقع قبر پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ وہاں تنہائی ہوگی۔ آک کے پودے کے گیارہ پتے لے کر اپنے پاس رکھیں۔ اور کسی قبر کے اوپر بیٹھ کر یا دو قبروں کے درمیان بیٹھ کر اس اسم کو ایک سو بار پڑھیں۔ ”یابدلع العجائب“۔ اور چھری پر دم کر کے دشمن کا نام لے کر ایک پتہ کاٹ دیں۔ پھر سومرتیہ اس طرح پڑھیں اور دشمن کا نام لے کر دوسرا پتا کاٹیں۔ اسی طرح گیارہ پتے کاٹیں اور گیارہ سومرتیہ اسم پڑھیں۔ چھری نئی خریدی جائے اور پڑھنے سے پہلے اپنے گرد حصار کر لیں۔ ایک چلہ میں ہی دشمن تباہ و برباد ہو جائے گا۔

طلسمی چاول

نوٹ:

ناحق کسی کو تباہ کرنے والا مجرم اور شرع کے رو سے گناہگار و خطا کار ہوگا۔ اس لیے صرف جائز مقصد کے لیے کریں اگر آپ مظلوم ہیں تو جو مسواک ہندو لوگ دریا یا ندی یا تالاب میں دانت صاف کرنے کے بعد چھوڑ آتے ہیں، ان کو لے کر جمع کریں اور اتوار کے دن صبح سورج نکلنے ہی ہندوؤں کے مرگھٹ میں پہنچ کر پیپل کے درخت کے نیچے لباس اتار کر ننگے ہو کر زمین صاف کر کے چوکا بنائیں اور مٹی کا چولہا بنا کر گوبر کا لپ اس پر دیں۔ پھر انسانی کھوپڑی میں چاول ڈال کر اس میں ایسے جانور کا دودھ ڈالیں جو دوسری دفعہ گیا بن ہوا ہو (دوسری مرتبہ بچہ ہونے والا ہو)۔ کھوپڑی کو چولہے پر چڑھا کر اس کے نیچے مسواک کی آگ جلائیں اور اپنے سامنے سرخ دھاگا، پان، چاول، اور سفید پھول رکھیں۔

جب چاول پک جائیں تو کھوپڑی کو چولہے سے اٹھا کر پیپل کے درخت کی جڑ پر دے ماریں۔ جو چاول کھوپڑی سے چٹے رہ جائیں ان کو اتار کر ایک ڈبیا میں بند کر لیں اور جو نیچے گر جائیں، وہ الگ ڈبیا میں رکھ لیں۔

فوائد:

اگر چٹے ہوئے چاولوں میں سے دو تین چاول اپنے محبوب یا محبوبہ کو کھلا دیں۔ کسی کھانے پینے کی چیز میں ملا کر۔ تو وہ آپ کی محبت میں دیوانی ہو جائے گی۔ اگر نیچے گرے ہوئے چاولوں میں سے دو تین چاول دو افراد کو ایک ہی چیز میں ملا کر کھلا دیں تو ان دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔

طلسمی چاول بنانے کی دوسری ترکیب:

طلسمی چاول بنانے کا دوسرا عمل یہ ہے کہ ایسی جگہ جا کر عمل کریں جہاں اذان کی آواز نہ آئے یا ایسے وقت عمل کریں کہ اذان کی آواز نہ سنائی دے۔ دھان لے کر کنواری لڑکیوں سے اس کے پھلے اتروائیں اور کچھ چاول اپنے پاس رکھ لیں۔ چاند گرہن کے وقت کسی پیپل کے درخت کے نیچے انسانی کھوپڑی میں چاول پکائیں اور ان میں ایسے سیاہ رنگ جانور کا دودھ ڈالیں جو دوسری مرتبہ کی حاملہ ہو یعنی اس کے بچہ دینے کے دن قریب ہوں۔ جب چاول پک جائیں تو کھوپڑی اٹھا کر درخت کی جڑ میں اوندھا دیں۔ جو چاول کھوپڑی میں چٹے رہ جائیں ان کو الگ کر کے ڈبیا نمبر ایک میں بند کریں اور جو چاول گر جائیں وہ ڈبیا نمبر دو میں بند کر لیں (چولہے میں پیپل کی لکڑی جلائیں)۔

ڈبیا نمبر دو کے چاول ڈبیا نمبر 1 کے چاول جو کھوپڑی سے چٹے رہ گئے تھے کسی کو عشق و محبت میں مبتلا کرنے کا کام دیں گے (گرے ہوئے چاول) دو افراد کے درمیان نفاق و جدائی کا کام دیں گے۔

تسخیر کا طلسمی تنتر:

جب کسی عورت یا مرد کو مطیع کرنا ہو (اپنے تابع اور اپنی محبت میں) ایسا مبتلا کرنا ہو (تو اپنے ہاتھ پاؤں کے ناخن یعنی بیس ناخن کاٹیں اور ان کو جلا کر راکھ بنالیں۔ پھر اس راکھ میں اپنے بدن کا میل ملائیں اور اس میں دو تین چاول بھی ملا لیں یہ چاول جس کسی کو بھی کھلائیں وہ آپ کا غلام اور تابع و فرمان ہوگا۔ اور آپ کی محبت میں ایسا مبتلا ہوگا کہ آپ سے ایک پل کے لیے بھی جدا نہ ہوگا۔

بھوت یا بدروح کو قابو کرنا:

کسی بھی ہفتہ کے دن کوئی ہندو عورت مرے تو اس کے نہلانے کی ٹھلیا، گھڑایا مٹکا کو توڑیں اور اس کے پیندے والے حصے میں اتنا گیہوں ڈالیں جس سے چار روٹی پکائی جاسکتی ہو۔ پھر اس میں شراب ملا کر رکھ دیں۔ اگر یہ برتن اتنا بڑا نہ ہو تو کسی اور ٹھیکرے میں دونوں چیزیں ڈال کر رکھیں۔ دونوں کو پیس لیں اور اس ٹھیکرے کو ساتھ لے لیں جو نہلانے کے برتن سے حاصل کیا تھا۔ جنگل میں جا کر سرکندوں کی آگ جلا کر اس ٹھیکرے کو آگ پر اوندھا رکھ کر اس پر چار روٹیاں پکائیں۔ پھر گھرا کر وہ روٹیاں کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دبا دیں۔ رات کو وہی مری ہوئی عورت آ کر عاجزی کرے گی، بڑی منت سماجت کر کے روٹی مانگے گی۔ آدھی روٹی توڑ کر اسے دے دیں۔ پھر باقی روٹی زمین میں دفن کر دیں ورنہ وہ ہاتھ سے چھین کر لے جائے گی۔

اگر وہ عورت آپ کو ڈرائے تو مت ڈریں اور بالکل خوف نہ کھائیں۔ وہ مردہ عورت یا بدروح دوبارہ یعنی مزید روٹی مانگے اور ڈرائے گی۔ لیکن ڈرے بغیر اسے ٹال دیں۔ وہ مجبور ہو کر چلی جائے گی۔ دوسری رات آ کر وہ پھر روٹی مانگے گی۔

اس وقت اگر اس سے کام لینا ہو (جو کچھ پوچھنا یا کام کرانا ہو) تو اس سے قول و قرار اور قسم اور کام کرنے کا پختہ وعدہ لیں تو پھر وہ روٹی اسے دے دیں۔ اس وقت وہ ہر کام کرنے کو تیار ہو جائے گی اور جو کچھ پوچھیں گے آپ کے کان میں بتا دیا کرے گی۔

دفع سحر یا

جادو کا توڑ کرنا

جادو یا سحر کہاں اثر کرتے ہیں؟

جادو منتر کئی طرح اسے وارد ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو زندگی سے محروم کرنا ہو تو پھر اس کے اثرات جسم پر وارد ہوتے ہیں اور مجموعی طور پر آدمی کام کا نہیں رہتا۔ بعض جادوگر اور سفلی علم کے عامل بدن کے خاص حصوں کو جادو سے باندھتے ہیں یا خراب کرتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی کو جادو

فن جادوگری

سے اندھا کر دیا گیا۔

بعض لوگ کسی کے کاروبار نئے بننے والے مکان یا نئی خریدی جانے والی مشین یا مشینری کو جادو سے ناکارہ کر دیتے ہیں۔ اس سے مشینوں میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے اور اس سے نفع نہیں ملتا۔ ایک روز کسی جادوگر نے ٹائیلوں کے ایک کارخانے کو باندھ دیا تھا۔ چنانچہ مکسر کی مشین ہمیشہ ٹوٹتی رہتی۔ ایک زمیندار نے زمین سے پانی نکالنے کے لیے ڈیزل انجن لگایا ہوا تھا۔ دشمنوں نے اس پر جادو کیا تو انجن کا بہت بڑا پیہیہ نکل کر چھت توڑ کر باہر نکل گیا اور گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ حالانکہ پیہیہ نکل کر اوپر جا ہی نہیں سکتا تھا بار بار انجن کو بنایا گیا مگر وہ نہ چلا۔ ایک شخص نے بتایا کہ میں کئی سال سے اپنا مکان بنارہا ہوں مگر وہ بنتا ہی نہیں۔ کسی نہ کسی وجہ سے نقصان ہو کر تعمیر کا کام رک جاتا ہے۔

بعض لڑکیوں کی شادی باندھ دی جاتی ہے جس سے اس کا کہیں نہ رشتہ ہوتا ہے اور نہ شادی یعنی جب بھی شادی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور شادی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ جاتا ہے۔

جادو کی علامت:

جادو کی عام طور پر علامات یہ ہوتی ہیں کہ جس پر جادو یا سحر کیا گیا وہ دن بدن کمزور یا لاٹھ اور بے قرار ہوتا جائے گا۔ بیوی بچوں اور گھر والوں سے اور کھانے پینے بولنے سے نفرت کرے گا۔ اس کی ہڈیوں میں درد ہوگا اور وہ ڈرتا رہے گا۔ بعض لوگوں کو سردرد ہو جاتا ہے۔ یا اسہال (پیش) لگ جاتے ہیں۔ مسکور یعنی جس پر سحر کیا گیا ہو پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ وہ ہوش و حواس میں نہیں ہے۔

دفع سحر یا جادو کا اثر زائل کرنا:

1. جس شخص پر جادو یا سحر کا شبہ ہو اس آیت کریمہ کو ہد یا سیاہ مرغی کے خون میں مشک و زعفران اور گلاب ملا کر لکھا جائے یہ آیت کریمہ سات کاغذوں پر معہ بسم اللہ لکھ کر سات دن تک مریض سحر زدہ کو پلایا جائے تو سحر دور ہو جائے گا۔

سیصلہ ان اللہ لایصلح عمل المفسرین انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح

الساحر حیث الیٰ بحق اہیا اشر اہیا 0

2. رفع سحر کے لیے سورۃ معوذتین کو لکھ کر اپنے پاس رکھے اور ہر روز پڑھا کرے یا چینی کی پلیٹ پر لکھے اور دھو کر پلائے تو جادو کا اثر نہ ہوگا۔
3. جو شخص سورۃ معوذتین کو سوتے وقت پڑھے گا، اس پر ہرگز جادو و سحر کا اثر نہ ہوگا۔
4. جو شخص مقطعات قرآنی کو کاغذ پر لکھ کر پہنے، سحر یا نظر بد سے بچا رہے گا۔ حروف مقطعات قرآن پاک کی بعض سورتوں کے شروع میں ہیں اور ان کی تعداد 28 ہے۔
5. آیت واتبعوا ما تلو الشیاطین سے لے کر لوکانو یعلمون تک سورہ بقرہ میں دیکھ کر کسی پلیٹ میں لکھے اور پانی دھو کر مسح کو پلایا جائے تو سحر دور ہو جائے گا۔
6. اگر آیت کریمہ و ما محمد الا رسول قد خلت سے لے کر و سحری الشاکرین تک (سورۃ آل عمران) سے دیکھ کر عورت کے دامن پر لکھے تو اس پر سے سحر دور ہو جائے گا۔
7. دو اسم الہی قائم واحد کو مسح کی ہتھیلی پر لکھا جائے تو سحر دور ہوگا۔ لکھنے کے بعد دونوں کو امتزاج دے یعنی اس طرح لکھے ق و ا و ا و ا و ح م د۔ اگر ان حروف کو لکھ کر اور دھو کر اس شخص کو پلائے جس کو بچھونے کا ٹاہو تو اسے فوراً آرام مل جائے گا۔
8. دونوں ہاتھ بلند کر کے سورۃ حمد، سورۃ قل اور معوذتین پڑھے اور مسح کی پیشانی پر دم کیا جائے تو سحر دور ہوگا۔ چند دن ایسا کرنے سے اس کے بدن کی حالت درست ہونے لگے گی۔
9. سلو سا جاسو سا ماسو سا۔ یہ الفاظ کاغذ پر لکھ کر مسح کے سر سے اتار کر جاری پانی میں ڈالیں تو سحر باطل ہوگا۔

جادو، آسیب سے نجات کا عمل

ایک عامل دفع سحر و آسیب درج ذیل عمل سے دفع کرتے ہیں۔

وہ سرسوں ہاتھ میں لے کر بلند آواز میں یہ عزیمت پڑھتے ہیں۔

علیکم بما بہ سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ااتعلو اعلیٰ و اتونی مسلمین

اسے گیارہ دفعہ پڑھ کر سرسوں پر دم کر کے مریض کے بدن پر چھڑک دیتے ہیں۔ اس سے مریض کی مختلف حالتیں ہو جاتی ہیں۔ یعنی کبھی سر اور کندھے بھاری ہو جاتے ہیں، کبھی مریض کا

ہاتھ کانپنے لگتا ہے۔ اور بعض پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس سے حسب ذیل نتائج نکالے جاتے ہیں۔

1. اگر سر اور کندھے بھاری ہوں تو یہ جادو کی علامت ہے۔
 2. اگر ہاتھ کانپنے لگے تو یہ آسیب کی علامت ہے۔
 3. اگر کوئی اثر نہ ہو اور حالت میں کوئی تغیر واقع نہ ہو تو اسے جسمانی مرض سمجھا جاتا ہے۔
- اگر کوئی چاہے اور معلوم کرے کہ مریض کو کیا مرض ہے، اس پر کوئی آسیب ہے یا بدنی مرض تو یہ عمل کیا جائے۔

عمل:

کچے سوت کے سات تار لے کر مریض کے پیر کے انگوٹھے سے پیشانی تک ناپ کر ایک بار درود شریف اور سات بار الحمد شریف (سورہ فاتحہ) اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے۔ پھر سات بار یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم فیوش سفش رجہاش شاقیش ماش اوش یا ارحم الراحمین۔

اور دھاگے پر دم کرے پھر اس کو مریض سے پہلے کی طرح ناپے اور دیکھے کہ کم ہوا ہے یا زیادہ اگر ایک انگل کم ہو تو مریض پر سایہ ہے، دو انگل کم ہو تو آسیب ہے۔ تین انگل کم ہو تو بلا ہے۔ چار انگل کم ہو تو ام الصبیان کا مرض ہے۔ اگر دھاگا کم یا زیادہ نہ ہو تو مرض بدنی (جسمانی) ہے۔

دفع آسیب کے لیے:

اس طرح کی تشخیص سے اگر معلوم ہو کہ مرض آسیب کا ہے تو ذیل کا نقش سیاہ مرغ کے خون سے لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور سات روٹیاں گھی لگا کر چوراہے میں رکھوا دیں، آسیب دور ہو جائے گا۔

یہ نقش با وضو ہو کر لکھیں۔ سوت کنواری لڑکی کے ہاتھ کا کاٹا ہوا ہونا چاہیے۔

۳۲۲	۳۲۷	۳۳۰	۳۱۷
۳۲۹	۳۱۸	۳۲۳	۳۲۸
۳۱۹	۳۳۲	۳۲۵	۳۲۲
۳۲۶	۳۲۱	۳۲۰	۳۳۱

جادو دور کرنا

اگر کسی پر جادو کیا گیا ہو تو مسحور پر سے جادو کا اثر ختم کرنے اور جادو سے نجات پانے کے لیے درج ذیل عمل کیا جائے۔ اس سے ہر قسم کا جادو دفع ہو جائے گا۔ یہ عمل سات بار پڑھ کر مسحور (جس پر جادو کا اثر ہو) پر پھونکا جائے اور پانی پر دم کر کے اسے پلایا جائے۔

عمل 1:

الٹ بید پلٹ جائے۔ جس کا بید اس کو کھائے۔ وتنزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین والیرید الظالمین الا خسار۔ جس کا بید اس کو خاسرین ط

عمل 2:

سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور سورۃ الناس صبح کے وقت چالیس مرتبہ پڑھ کر مریض آ سیب جادو پر روزانہ سات دن تک دم کریں۔ جادو اور آ سیب کا اثر ختم ہو جائے گا۔

عمل 3:

سات تار کا نیلا دھاگا (کچا سوت) لے کر اس پر سورۃ فلق ایک بار اور چہل کاف ایک بار پڑھ کر ایک گرہ لگائیں۔ اسی طرح گیارہ مرتبہ پڑھ کر گیارہ گرہ لگائیں اور اس دھاگے کو آ سیب زدہ کے گلے میں ڈال دیں۔ آ سیب کا اثر دور ہو جائے گا۔ ختم شدہ

سحر و جادو دفع کرنے کے لیے

چہل کاف (طلسمی عمل)

ہر قسم کے سحر و جادو اور بندش و آ سیب کو دور کرنے کے لیے یہ نہایت مجرب عمل ہے۔ سب سے پہلے اس کی زکوٰۃ دیں۔

عمل:

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَكَفَّةً. كَفْ كَافَهَا كَكَمِيَا كَانَ مِنْ كَلْكَا
تَكْرُ كَرَّا كَكْرَ الْكَرْنِي كَبْدِي تَحْكِي هُشْكَشَكَّةَ كَلْمَكَلِكِ كَلْكَا كَفَاكَ كَابِي
كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ يَا كُوْ كَبَّا كَانَ تَحْكِي كُوَا كِبِ الْفَلَكِ.

طریقہ زکوٰۃ:

نوچندی جمعرات سے عمل شروع کریں۔ چالیس دن تک پرہیز جلال و جمال سے عمل کریں۔ بعد نماز عشاء غسل کریں۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ عشاء کی نماز کا وضو نہ ٹوٹے۔ غسل کر کے صاف سفید کپڑے پہنیں۔ پھر حصار (کوئی بھی ہو) لال دھاگے پر دم کر کے چاروں طرف بچھادیں۔ چالیس روز کے بعد روزانہ صبح تین بار مداومت کیا کریں۔

عمل کا طریقہ:

جب کسی مریض کے لیے یہ عمل پڑھنا ہو تو درج ذیل ترکیب کریں۔

کوری مٹی کی ہنڈیا میں سوایا واڑ کی ثابت دال ڈال کر منگل یا ہفتہ کے روز سات بار چہل کاف پڑھ کر ہنڈیا پر دم کریں۔ یہ عمل اسی طرح تین بار کریں۔ پھر اس ہنڈیا پر ڈھکن دے کر اس کے کناروں پر آٹا لگا کر بند کر دیں۔ اس کے بعد مریض کو لٹا کر ہنڈیا کو مریض کے اوپر سے سات چکر دیں۔ پھر اس ہنڈیا کو چولہے پر چڑھا دیں۔ اس کے نیچے چوبیس گھنٹے آگ جلا کر پکائیں۔ اس میں سے بدبو نکلے گی اور بہت مواد نکلے گا۔

جب بدبو اور مواد نکلنا بند ہو جائے تو ہنڈیا کو چولہے سے اتار کر جاری پانی (آب رواں) یعنی نہر، دریا یا نالہ میں پھینک آئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی جادو آ سیب کے اثرات ہوں گے وہ جل جائیں گے اور مریض کا جسم ہر قسم کے اثرات سے پاک ہو جائے گا۔ یہ عمل ان لوگوں کے لیے بہت مفید ہے جو عرصہ سے جادو آ سیب کے امراض میں مبتلا ہیں اور کسی علاج سے درست نہیں ہو پاتے۔

جادوگری سے نظر بد کا تعلق

ڈاکٹر نازک کے کلینک میں ایک خاتون اپنے دو سالہ بچے کو لے آئی۔ بچہ سب سے خوبصورت بلکہ چاند کا ٹکڑا تھا۔ مگر اس کی ٹانگیں ٹیڑھی اور سوکھی ہوئی تھیں۔ عورت نے روتے ہوئے بتایا کہ اس کی سوکن نے بچے پر جادو کر دیا ہے جس سے بچے کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر نازک نے معائنہ کیا تو بچے کو پولیو کا مرض تھا۔ خاتون نے بتایا کہ اس کی سوکن بڑی بد نظر ہے۔ تب ڈاکٹر نازک نے بد نظری اور جادو کے تعلق پر تحقیق کی اور درج ذیل مضمون لکھ کر اخبارات میں شائع کرایا۔

سحر، جادو، ٹوٹے، ٹوٹے اور علوم اسراریات قدیم ترین زمانے سے انسان کی سوسائٹی میں پائے جاتے ہیں۔ عالم ارواح سے باتیں کرنے اور نامعلوم مخفی طاقتوں سے مریض کو اچھا کر دینے کا ہنر عرصہ دراز سے انسان کو معلوم ہے۔ جھاڑ پھونک، توہمات اور پیش گوئی وغیرہ کے امور بھی اسراریات کی شق معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جوں جوں انسان کا علم وسیع ہوتا چلا گیا۔ توہمات اور وہم پرستی کی جگہ سائنس نے لے لی۔ اور لوگ سوچنے لگے کہ آلو کے گوشت، مرغ کے پر، گھوڑے کے سم، اور ایسی ہی خرافات سے جو سحر کیا جاتا ہے۔ ان کا انسان کی زندگی سماجی قوت اور معلومات و حیات سے بڑا تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ چیزیں وحشی قبائل میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مگر جدید دور کا انسان انہیں خرافات ہی بتاتا ہے۔ لیکن علوم اسرار کے جاننے اور ان چیزوں کا مذہب سے گہرا لگاؤ ہونے کی وجہ سے یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ سائنس کی روشنی کے باوجود لوگ ان چیزوں کے قائل رہے اور پر اسرار قوتیں اس انسانی زندگی کے پہلو کو ہمیشہ نوازتی رہیں۔ لیکن سائنس خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے۔ عقیدہ شکن لوگ خواہ کتنی ہی دلیلیں ان کی باتوں کو ماننے کے لیے پیش کریں۔ ہم مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے ارد گرد ایسے ہیبتناک اور حیرت ناک واقعات ضرور ہوتے رہتے ہیں۔ جن کو علم اور فلسفہ کی موشگافیاں اور سائنس کی روشنی حل نہیں کر سکے۔ بعض ایسے عجیب و غریب واقعات اور حیرت ناک حوادث پیش آتے رہتے ہیں کہ جن کی کوئی عقلی توجیح ممکن نہیں اور انسان صدیوں کے علم و فن کے بھروسہ کے باوجود ان کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔

آنکھ فطرت کا شاہکار اخلاقی عجیب و غریب چیز ہے۔ آنکھ میں جذب اور کشش کی ایسی

حیرت انگیز اور پراسرار طاقت دی گئی ہے کہ کسی اور چیز میں نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اثر دے کی تابناک آنکھ میں ایسی کشش ہے کہ اس کا شکار ذرا اس سے آنکھ ملائے تو بس پھر وہ اس کے قابو میں ہے۔ خود بخود کھنچا چلا آتا ہے۔ اور اثر دہا اپنے طاقتور پٹھوں کی زد میں لا کر اپنے شکار کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے۔ اور نگل جاتا ہے۔ جنگل کا بادشاہ (شیر) جب اپنی طاقتور آنکھ سے شعلہ فشاں نظر پکپکائے ہوئے ہرن پر ڈالتا ہے تو وہ افتاں و خیراں بادل خواستہ کھنچا چلا آتا ہے۔ اور اس کی خوفناک مقناطیسی قوت شکار کو زد سے نکلنے نہیں دیتی۔ شیر کا تو سارا وجود خوف و ہراس کا مستقل پیام ہوتا ہے۔ جب وہ جنگل کے درختوں میں دھاڑتا ہے یا ریشوں اور زرسوں جھاڑیوں وغیرہ میں سے بدن رگڑتا ہوا اور آواز پیدا کرتا ہوا گزرتا ہے تو تمام جنگل کے ذی روح پناہ مانگنے لگتے ہیں۔

آنکھ جو کشش کا عظیم ترین آلہ ہے۔ اب بھی اپنی قوت کے باعث کائنات کا ایک زبردست راز ہے۔ مادہ کی نظر کی چمک اس کے اعضاء کی حرکت، اس کی آواز کی کشش کو جو اجزائے کائنات کا خالق ہے اور قوت حیات کا مالک ہے ایک ہیجان خیز چیز کی طرح اپنے قدموں پر گر لیتی ہے۔ عورت کی آنکھ کی قوت بادشاہ، فلسفی، مذہبی، عاقل، جاہل، امیر فقیر سب کو پسپا کر دیتی ہے۔

آنکھ کی اس قوت کے علاوہ ایک اور پراسرار طاقت بھی ہوتی ہے جسے اس کی مقناطیسی قوت کہتے ہیں۔ اس طاقت کے بارے میں کافی تحقیقات ہونے کے باوجود دنیا ابھی تک اس کے اسرار نہیں سمجھ سکی۔ عالمگیر تجربہ سے یہ ظاہر ہے کہ بعض لوگوں کی آنکھوں میں ایسی قوت ہوتی ہے یا ایسی بات پائی جاتی ہے کہ وہ جس کو چاہیں اس سے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ نظر لگنے کا اصول بھی اسی خیال سے نکلا ہے۔ اور عام طور پر بد نظر کا تصور قریب قریب ہر ملک اور ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ اہل یونان کی کتابوں میں اکثر بد نظری (Pot Hal Mos Basrance) کا ذکر آتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نظر بد سے بچوں کو بچاؤ۔ رومیوں میں بھی یہ خیال پایا جاتا تھا۔ الاطینی لفظ۔

(Fascinae) (گرفتاری نظر) اس بات کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ یونانی مصنف "ہلائٹی" لکھتا ہے کہ "تربا یلین" اور "ال ویرین" لوگ اپنی نظروں سے اگر کسی طرف دیر تک دیکھ لیں تو اس پر جادو ہو جائے گا یا وہ مرجائے گا یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ "پلوٹارک" مشہور مصنف لکھتا ہے۔ تھیبیا کے رہنے والے لوگ بہت برے تھے۔ ان کی

آنکھوں میں، سانس میں اور گفتار میں ایسا زہر تھا کہ بچے تو بچے بڑے بھی ان کی زد میں آ کر خراب ہوئے بغیر نہیں گزر سکتے تھے۔

پرانے زمانے کے لوگ بری نظر سے بچوں کو بچانے کے لیے تعویذ وغیرہ گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔ رومی اس کے پہلے قائل تھے۔ اور اکثر مصنفوں نے اس امر پر رائے زنی کی ہے۔ جزائر برطانیہ اور آئرلینڈ کو ہستان، اسکاٹ لینڈ میں اب تک یہ وہم پایا جاتا ہے۔ ان میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ بد نظر کی وجہ سے مویشیوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ اس نحوست کو دور کرنے کے لیے ایک کو ہستانی چولی درخت کی ٹہنیاں مویشی کی دم میں باندھنا اچھا سمجھتا تھا۔ قدیم مصریوں اور امریکہ کے ریڈ انڈین میں بھی یہ وہم پائے جانے کی تصدیق ہوئی ہے اور اس نحوست سے بچنے کے لیے بھی جادو کرتے ہیں۔

مشرق میں بھی اس نوع کے توہم کچھ کم نہیں۔ ایران میں بری نظر کے اثرات اور نحوست معلوم کرنے کے لیے جدا جدا طریقے رائج ہیں۔ ترکوں میں بلکہ عیسائیوں میں بھی یہ باتیں مانی جاتی ہیں۔ نحوست دور کرنے کے لیے عیسائیوں میں یہ قائدہ ہے کہ وہ رنگین شیشے کے ققمے چھت میں لٹکاتے ہیں اور مکانوں پر بائبل کی آیات لکھتے ہیں۔ تاکہ منحوس اثرات دور ہو جائیں۔ گائے کی دم کے بالوں کو مروڑی دے کر تعویذ کی طرح گلے میں لٹکانے سے جادو کے اثر کو دور کرنے کا رواج ہندوستان کے اکثر علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ نئے مکانوں کو نظر بد سے محفوظ کرنے کے لیے ہنڈیا کالی کر کے لٹکا دیتے ہیں۔ اور مکانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے دیواروں پر ہاتھ کے سفید نشان لگاتے ہیں۔ ہندوستان میں توہم پرستی کا زور ہے۔ گلی کوچوں میں، محلوں، تماشوں اور جموں میں جادو کے اثرات دیکھنے اور لوگ کے خوف اور عجیب و غریب تدابیر دفع سحر کے دیکھنے کا بڑا اچھا موقع مل سکتا ہے۔ مائیں بچوں کے ماتھے پر نظر بد سے بچانے کے لیے کالا نشان (ٹمک) لگا دیتی ہیں۔ سفید چیز پر کالا نشان لگا کر بری نظر کو روکنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ بچوں کے گلے میں کوڑیوں کا ہار ڈالا جاتا ہے۔

اکثر گھروں میں یہ واقعات دیکھے جاتے ہیں کہ کسی اجنبی کی نظر پڑ جائے یا کسی مہمان کے آجانے سے بچوں کو کوئی نامعلوم سی تکلیف ہونے لگتی ہے۔ ایٹھتے ہیں، مچلتے ہیں اور تکلیف کی وجہ سے تڑپنے لگتے ہیں۔ بظاہر ان کی تشویشناک حالت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ بجز اس کے کہ بری نظر نے ان کو مجروح کر دیا ہو۔ بڑی بوڑھیاں انائیں اور دائیاں ایسی حالت میں چھو منتر کرتی

ہیں اور دقیا نوی طریقوں سے سحر یا بادل کے ناگہانی کو دور کرنے کے لیے بال یا سر پیس جلاتی ہیں۔ پھٹکڑی بچہ پر سے صدقہ کر کے جلائی جاتی ہے اور منہ سے منتر یا کوئی اور مذہبی الفاظ نکالے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پھٹکڑی جب آگ میں جلتی ہے تو واقعی کسی آدمی کی شکل جلتی دکھائی دیتی ہے۔ دراصل یہ انسان کے اپنے واہمہ کی خرابی ہوتی ہے۔

ایک درخت ہوتا ہے جس کا نام دشت ہے۔ اس کے بارے میں یہ مانا جاتا ہے کہ وہ برے اثرات کو روکتا ہے۔ تلسی کا پودا بھی کچھ اسی قسم کے گن رکھتا ہے۔ میں نے خود ایک دفعہ دیکھا۔ ایک عورت نے مڑ کے پودے کو اس کی بھری بھری پھلیاں دیکھ کر کہا تھا۔

”کیسی اچھی پھلیاں نظر آ رہی ہیں۔“ اس کے دو ہی دن بعد پودا سوکھ کر مر جھا گیا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے نظر نہ لگی تھی اور کیا بات تھی یہ بھی سنا جاتا ہے کہ بعض ایسی مرغیاں ہوتی ہیں کہ اگر انہیں کوئی نظر بد سے دیکھے تو مر جاتی ہیں۔

عجیب رسوم

جنوبی ہند میں بالعموم اور مدارس میں بالخصوص توہم پرستی کے آثار اور جادو وغیرہ کے قائل لوگوں کی حرکات دیکھنے کے قابل ہوتی ہیں۔ یہ تو عام بات ہے کہ احاطہ مدارس کے دیہات میں مکانوں کے سامنے کے کچھ حصوں میں ہیبت ناک اور ڈراؤنی تصویریں اور شکلیں بنائی جاتی ہیں اور بعض ترکاریاں باہر باندھ دی جاتی ہیں۔ تاکہ بری روحوں مکانوں میں داخل نہ ہو سکیں اور ڈر کر بھاگ جائیں۔ مدارس میں یہ بھی عجیب و غریب رسم پائی جاتی ہے۔ کہ بانسوں وغیرہ کا ایک انسانی ڈھانچہ بنا کر مکان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مکان کی آرائش، دولت، خوبصورتی اور رونق کی طرف لوگوں کی نظریں نہ پڑیں۔ بلکہ لوگ اس خراب اور بد صورت چیز کو سامنے سے دیکھ کر منہ پھیر کر آگے نکل جائیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر نظر بد کیا چیز ہے۔ بظاہر عقل صرف اتنا بتا سکتی ہے کہ کمزور خیال اور کمزور دماغ اور دل کے لوگ کسی طاقت و ارادے والے انسان کی قوت مقناطیسی و قوت گفتار و نظر سے متاثر و مرعوب ہو جاتے ہیں اور بجائے اس برے تصور کے اپنے غلبہ طبیعت سے دور کرنے کے رعب میں آ جاتے ہیں۔ خوف محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بجائے اس بری

بات کو لڑ کر بھگادینے کے اپنے دل میں چاگزیں کرتے رہتے ہیں۔ اور خوف کی وجہ سے اس قدر مغلوب ہو جاتے ہیں کہ قوی ارادے والا انسان اسی پر اپنا سارا بوجھ ڈال دیتا ہے۔ یہ ان کی اپنی کمزوری ارادہ کی خامی اور طبیعت کی بزدلی ہے جو انہیں کمزور و ناتواں بنا کر خراب کرتی ہے۔ مگر جب ہم اصل واقعات و حقائق کی روشنی میں اس نظر کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال کچھ زیادہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تجربہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کمزور ارادہ کا آدمی ہو یا مضبوط ارادہ کا ”بد نظری“ کا شکار ہونے کے لیے یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ اور باوجود یہ کہ ہم اپنی مرضی اور ارادہ کو دخل دے کر اس اثر سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی کوئی پراسرار طاقت ہم کو مغلوب کر ہی لیتی ہیں۔ اس حالت میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ طاقت وہ نہیں۔ جیسے طاقت مقناطیسیت حیوانی (Animal Magnetism) کہتے ہیں۔ اس سے بظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر نظریں ڈالنے والا اپنی آنکھیں معمول (Medium) پر سے ہٹا لے تو اثر زائل ہو جائے گا۔ مگر تجربہ سے ظاہر ہے کہ یہ اثر اس کے بعد تک رہتا ہے۔ اور بغیر آنکھ ملانے بھی اثر کیا جاتا ہے۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ کیا آنکھ میں سے ایسی کوئی کرن یا شعاع نکلتی ہے جو ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں؟ اور جس کی پراسرار طاقت سے ہم ابھی تک واقف نہیں ہیں۔ اور وہ شعاع اس چیز پر برقی اثر ڈالتی ہے جس سے دیکھنے والا متاثر کرنا چاہتا ہے۔ مگر ابھی تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ چیز غیر طبعی (Super Natural) ہی مانی جاتی رہی۔

ہمارے بزرگ اگر بجلی کا بلب سوچ دبنے سے جلتا دیکھتے تو ضرور ماہر علم نفسیات برقی اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر زمانہ قدیم کو ہم حصول علاج کے لیے سرگرداں ضرور دیکھتے ہیں۔ وجوہات کی پریشانی میں وہ نہیں پڑتے۔ آج کا انسان وجوہات کی روشنی میں جانچتا ہے اور پھر کسی نتیجہ کے اخذ کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ اب انسان کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کون سا بجلی کا سوچ ہے۔ جس سے بلب روشن ہو جاتا ہے اور وہ لوگ جو ماہر علم نفسیات ہیں۔ وہ اس کی تہہ تک پہنچ چکے ہیں۔ کہ وہ راز جو قدیم زمانہ میں اسرار یا جادو خیال کئے جاتے تھے۔ ان میں ایک ٹھوس حقیقت پائی جاتی ہے۔ وہ پراسرار قوتیں جن کی وجہ سے انسان تاثر حاصل کرتا رہتا ہے محض وجود میں لائی جاسکتی ہیں۔

ان کے لیے مادی سائنس کی ضرورت نہیں۔ روحانی سائنس کی ضرورت ہے۔ دونوں کے طریق کار تو یکساں ہیں مگر مادے الگ الگ ہیں۔ جن سے کوئی چیز ایجاد کی جاسکتی ہے۔

اگر مستقبل کا انسان روحانی سائنس سے وہم تو وہم، مقناطیسیت حیوانی، نامعلوم مخفی اثرات، جادو، طلسم وغیرہ علوم کی غیر مرئی شعاعوں اور تاثر کو معرض وجود میں لانے میں کامیاب ہو گیا تو مادی سائنس ختم ہو جائے گی اور مشین اور مشینری کا زمانہ ختم ہو جائے گا۔ وقت آئے گا جب کہ انسان ان مشینوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور سوچے گا کہ کیا انسان ایسے فوائد ان مشینوں کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔ جس وقت انسانی تخیل اس امر کی طرف اپنے دماغ کو مصروف کر دے گا۔ وہ کامیابی حاصل کر لے گا۔ پھر وہ زمانہ ہوگا جنہیں اب ہم جادو، طلسم، اعمال جعفریہ اور ہیکل و اسماء کا نام دیتے ہیں۔ انسان ٹیلی فون، تار، وائر لیس کا کام صرف چند لفظ لکھ کر کر لیا کرے گا۔ اور آپ حیران ہوں گے۔ کہ اکثر سائنسدان ان تجربات میں مصروف ہیں۔

جادو یا نظربد کے اثرات

مشرق کو تو ہم پرست کہا جاتا تھا۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ مادہ پرست ممالک بھی اب اس کی تو ہم پرستی کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ جن باتوں کو لوگ واہمہ کہتے تھے۔ اب مشاہدہ و تجربہ انہیں بالکل حقائق ثابت کر رہا ہے۔ ”نظربد“ اور ”چشم بد“ وغیرہ کا خیال ابھی تک زمانہ ”واہمہ“ ہی خیال کیا جاتا رہا۔ لیکن مغربی اقوام کی روحانیت جدید اب اس واہمہ کو حقیقت سمجھنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ اور مشرق کے اس زبردست نظریہ کو ماننے کے لیے مجبور ہے۔ ہم مشرقی تو نظربد (یعنی نظر لگ جانے) کے بہت عرصہ سے قائل ہیں۔ جدید روشنی کے محققین نے اس نظریہ کی چھان بین اس کی تاریخ اور فلسفہ کے متعلق جو قابل قدر ریسرچ کی ہے۔ وہ حال ہی میں ایک علمی انجمن کے سامنے ایک دلچسپ روئداد کی صورت میں پیش ہوئی ہے۔ اس علمی انجمن کے سامنے اس نظریہ کے متعلق جو تاریخی شواہد اور فلسفیانہ نکات زیر بحث آئے۔ ان سے استفسار کرنا بہت مفید ہوگا۔ اس لیے مشرق کے اس قدیم نظریہ کی تصدیق زمانہ حال کے تمدن کے ذریعے سنئے اور موجودہ حقائق پر غور کیجئے۔

قدیم ترین انسانی تاریخ کے نوشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نظربد کے اثر کو ہمیشہ سے محسوس کیا جاتا رہا ہے اور لوگوں کے مشاہدہ و تجربہ میں ہمیشہ سے آتا رہا ہے۔ آنکھ کی تاثیر اور طاقت سے متعلق ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک سینکڑوں واقعات تجربہ میں آتے رہے ہیں۔ اور

میسوں روایتیں مشہور ہیں۔

مصر قدیم کی تاریخ پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اصنامیات میں ایک دیوتا تھا۔ جس کا نام فتاح یعنی فتح ”دنیا کو کھولنے والا“ نامی ایک دیوتا تھا۔ جس نے اس دنیا کو بلکہ ساری کائنات کو اور دیگر دیوی دیوتاؤں کو اپنی آنکھ یا چشم ذن کے ذریعے پیدا کر دیا تھا۔ قدیم مصری نوشتوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت بھی لوگوں کو نظر بد پر یقین کامل تھا۔ اور ان کے مشاہدہ اور تجربہ میں یہ نظریہ آتا رہتا تھا۔ اس لیے انہوں نے اس کے برے اثرات سے بچنے کے لیے منتر اور ٹوٹکے اختراع کیے تھے۔ وہ اس کے بھی قائل تھے کہ نظر بد کا اثر زندوں کے علاوہ مردوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس لیے مردوں کو اس کے برے اثرات سے بچانے کے لیے بھی قائل تھے کہ نظر بد کا اثر زندوں کے علاوہ مردوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس لیے مردوں کو اس کے برے اثرات سے بچانے کے لیے بھی انہوں نے تعویذات ایجاد کیے تھے۔ غرض یہ کہ نظر بد کا کلیہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔

بائبل میں نئے اور پرانے عہد ناموں میں بھی نظر بد کے متعلق کئی جگہ ذکر آتا ہے۔ مثلاً کتاب المثل باب 23 آیت 6 میں مذکور ہے کہ ”جس کی نظر بد ہو اس کی روٹی تو نہ کھا اور نہ اس کے گوشت کھانے کی خواہش کر۔“ کتاب المثل ہی میں باب 28 آیت 22 میں ایک اور جگہ اسی طرح اشارہ ہے۔ ”جو دولت مند ہونے کی حرص رکھتا ہے۔ اس کی نگاہ بد ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔“ انجیل مکی باب 20 آیت 10 اور مرقس باب 8 آیت 22 میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نظر بد کا ذکر کیا ہے۔ ان آیتوں کو نقل کیا جاتا ہے۔

میں اپنی مرضی کے مطابق جو امر مناسب سمجھتا ہوں کیوں نہ کروں؟ تیری نظر بد ہے۔ مجھ میں کوئی بھی نقصان نہیں چوری حرص، شرارت اور فریب، دجل، نظر بد، گندہ دہنی، غرور، حماقت وغیرہ۔

مندرجہ بالا پاروں کے علاوہ اور کئی جگہ بائبل میں نظر بد کا ذکر آتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں بھی لوگ نظر بد کے اثر اور طاقت کے قائل تھے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی گفتگو میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مسلمان اور دیگر مذاہب سب نظر بد کے اثر کے قائل ہیں اور بچوں بڑوں یا اچھی چیزوں کا نظر بد لگنے کے خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے طرح طرح کے تعویذ گنڈے اور عملیات سے کام لیتے

ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی نظر بد کے اثرات نمایاں تھے۔ بہت سی سورتیں اور آیتیں اس ضمن میں قرآن مجید میں ہیں حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نظر بد کے اثرات بہت قوی ہوتے ہیں۔

نظریہ بد کا فلسفہ

ابتدائے آفرینش سے آنکھ جذبات و حیات انسان کے اظہار کا سب سے بڑا اور مؤثر ترین محزن شمار کیا جاتا ہے۔ آنکھ کے ذریعہ سے محبت، نفرت، غصہ، خوف وغیرہ کا اظہار اس خوبی کے ساتھ ہوتا ہے کہ جسم کے کسی اور حصہ سے ان جذبات کا اظہار اس ممکن درجہ تک نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ”قہر آلودہ“ نگاہ ”نظر التفات“ پیار کی نظریں چشم بد دور ”چشم بینا چشم مارش“ چشمک زن وغیرہ کے کلمات وضع ہو گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اظہار جذبات میں آنکھ کو کتنا اہم دخل ہے۔ چونکہ آنکھ کے ذریعہ اندرونی حیات و جذبات و خواہشات کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس لیے انسان قدیم آنکھوں کی طاقت اور ان کے اثر کا قائل ہو گیا ہے اور ان جذبات کا تجزیہ (Analysis) کرنے کی تو اس میں استعداد نہ تھی۔ اسی لیے وہ یہی سمجھا کہ آنکھ میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کے لیے کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔ نظر لگنے کا اثر فی الحقیقت یہی ہوتا ہے کہ جذبات و حیات کا بے پناہ سیلاب قوت ارادی کے زبردست اثر کے ساتھ دوسرے آدمی یا شے پر پڑتا ہے۔ اور اسی کے مطابق اس کی تشکیل ہوتی ہے۔ حیرت انگیز اثرات ایک نفسانی اصول کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ وہی آنکھ کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی گہرائی میں جس قدر ڈوبا جائے گا۔ اسرار بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

طلسماتی اور پراسرار اثرات

قدیم یونانیوں نے اپنا سارا تمدن چونکہ مصر قدیم سے لیا تھا۔ اس لیے آنکھ کے پراسرار اور اس کی طاقتوں کے بھی وہ قائل تھے۔ نظر بد کا عمل ان میں بھی زور شور سے جاری تھا۔ انہوں نے اس ناقابل فہم طاقت کے اظہار کے لیے اپنی زبان میں ایک لفظ بھی ایجاد کیا تھا۔ جسے ”باسکی نوز“

کہتے تھے۔ اس پر اسرار قوت خیال کا ذکر قدیم یونانی نوشتوں میں اکثر جگہ ذکر آتا ہے۔ اس کے برے اور مضر اثرات کو زائل کرنے کے لیے مختلف طریقے بھی بتائے گئے ہیں۔

قدیم کلدانیوں کی تہذیب میں بھی ہمیں ”باسکی نوز“ کا لفظ ملتا ہے۔ اس لیے سمجھا جاتا ہے کہ ان کے زمانہ میں بھی نظر بد کا ایک مسلم نظریہ تھا۔

غرض یہ ثابت ہو گیا کہ تمام قدیم تہذیبوں میں لوگ نظر بد کے قائل تھے۔ اگر یہ کوئی افو خیال یا بے بنیاد نظریہ ہوتا تو قدیم مصری و یونانی حکماء و علماء اس کی ضرورت ردید کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ آنکھ کی قوت اور نظر بد کے اصول کو تسلیم کرتے تھے۔ مشرقی ممالک میں زیادہ اس نظریہ پر ایمان رکھا جاتا ہے۔ بالخصوص پاکستان میں نظر لگنے کی شکایت عام ہے۔ ہندوؤں میں بد نظری کو درشت مسلمانوں میں بد نگاہ اور بد نظری چشم بد وغیرہ نام کے ذریعہ سے مشہور ہے۔ دونوں قوموں میں یہ نظریہ مانا جاتا ہے اگر کسی بچے یا اچھی چیز یا خوشنما مقام، عمارت، کاروبار، عورت وغیرہ پر کسی بد نگاہ کا اثر پڑ جائے تو اس کے اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عملیات سے کام لیا جاتا ہے۔ اور کالمین اس کا کامیاب علاج کر دیتے ہیں۔

حواس خمسہ کا جادوئی اثر

قدرت نے اظہار جذبات و حیات کی ادائیگی کے لیے پانچ حواس پیدا کیے ہیں۔ ذہن، لمس، ذائقہ، گفتگو وغیرہ کے ذریعے سے بھی ہم اظہار جذبات کر سکتے ہیں۔ لیکن آنکھ کی طاقت ان تمام حواس میں برتر اور مافوق الفطرت قسم کی ہے۔ اس کی جاذبیت اور کیفیت اس قدر حیرت انگیز طور پر تیز ہے کہ انسان کی کوئی حس اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لیے آنکھ کے اثر کو سب سے بڑا اور بعض اوقات مہلک و مضر رساں تصور کیا جاتا ہے۔

حسد اور جلن (ایک ذہنی اذیت) کو آنکھ کا سب سے بڑا جذبہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ آنکھ اس ہمہ گیر جذبہ کے ماتحت جس قدر زبردست اثرات اور شعلے نکلتے ہیں۔ وہ سب نظر بد کے کرنے میں مدد ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کا نظریہ:

دید مقدس ہندوؤں کے مشہور مذہبی نوشتہ میں نظر بد کا بار بار ذکر آتا ہے اور جابجا عملیات دمنتر

وغیرہ بتائے گئے ہیں۔ اس کے اثر سے کیونکر محفوظ کیا جاسکتا ہے اور اگر اس کا برا اثر پڑ جائے تو کیونکر اس کا علاج اور ازالہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اٹھارہ صد میں نظر لگ جانے کے علاج میں جملہ دیگر تدابیر کے ملک کے درخت کی لکڑی گلے میں لٹکانے سے نظر بد سے محفوظ رہنے کا حکم ہے۔ نیز تعویذ بھی بنا کر دیئے جاتے ہیں سونے پاندی کے اور لوہے کی تاروں کی ایک مالا بنا کر اور منتر وغیرہ پڑھ کر عام طور پر دیئے جاتے ہیں۔

یورپی جادوگر

مغربی ممالک میں خاص طور پر یورپ میں سحر اور علوم مخفیہ کا بڑا چرچہ ہے۔ جابجا ساحر اور عامل پائے جاتے ہیں۔ یورپ نے بھی نظر بد کو مان لیا ہے اور اکثر مشہور ساحروں نے مخصوص عملیات و وظائف اذکار تصنیف کئے ہیں۔ آج کل طلسم سے بنے ہوئے نقش عام ہیں۔ جن کے ذریعے وہ لوگوں کے علاج کرتے ہیں۔ جھاڑ نے پھونکنے کے ذریعے نظر بد کا علاج یورپ میں ایک عرصہ تک رائج رہا ہے۔ لیکن جوں جوں علم کی روشنی پھیلتی رہی جہل کی تاریکی دور ہوتی رہی۔

انگلستان کی ملکہ بیس کے زمانے میں ایسی ساحرہ بہت عام تھیں۔ جو اپنی مہلک نظروں سے چھوٹے بچوں کو بیمار کر دیتی تھیں۔ یا ان کے کلیجے نکال کر کھا لیتی تھیں۔ لوگوں کو مسحور کر لیتی تھیں۔ ایسی عورتوں کو قانون کے ذریعے پکڑا جاتا تھا۔ اور ان کے ساتھ سختی کی جاتی تھی۔ گواہ یورپ میں سحر اور نظر بد وغیرہ کا چرچا نہیں رہا لیکن یورپی اقوام میں اب تک لوگ اس نظریہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

آنکھ کا جادو

جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو سورج کی کرنوں کی طرح سے آنکھ میں سے شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو غیر مرئی ہوتی ہیں۔ اور وہ اس شے پر پڑ کر اس کو روشن کر دیتی ہیں۔ اور ہمیں وہ چیز نظر آنے لگتی ہے۔

کہتے ہیں کہ بعض لوگوں میں پیدائشی طور پر شعاعیں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ اور وہ ان کی مسلسل مشق اور جنبش سے دن میں ایک زبردست اثر اور طاقت پیدا کر لیتے ہیں۔ جیسے پٹناٹرم، ٹیلی پتھی وغیرہ۔ آنکھ کی شعاعوں میں طاقت اپنی قوت ارادی سے پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ شعاعیں تو ہر شخص کی آنکھوں سے نکلتی ہیں۔ پس جن کی اپنی قوت ارادی مضبوط، مؤثر اور دہشت انگیز ہوگی وہ

ویسا ہی اثر کرے گی۔ بعض اوقات ارواح بھی کسی کو اپنا معمول (میدیم) بنا کر آنکھوں کے ذریعہ برا اثر ڈالتی ہیں۔ قدیم رومیوں میں اکثر ایسے نظر باز ہوا کرتے تھے جو آنکھ کے اثر سے اچھا اور جس قدر ہو سکے کام بھی لیا کرتے تھے۔ بیماریوں کو اچھا کرنے اور اپنی قوت ارادی (جس کام کو وہ آنکھ کی پتلیوں کو بتاتے تھے) سے بڑے بڑے کام انہوں نے دکھائے۔ لیکن آنکھ کے ایسے اثر کی روایتیں بہت کم ہیں۔ برے اثر اور طاقت کے فسانے بہت عام ہیں۔

نظر کی قربانی

مختلف اقوام میں عام طور پر یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی بچہ برے ستارے کے اثر سے زمانہ میں پیدا ہو تو وہ منحوس ہوتا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دیوی یا دیوتا کی نظر بد اس خاندان پر پڑی ہے۔ چنانچہ جوتشی اور عامل وغیرہ ایسے تعویذ وغیرہ دیتے ہیں کہ جس سے نوزائیدہ بچہ پر سے اس ستارہ کا اثر ٹل جائے۔ نظر بد کے لیے بھیٹ پوری طرح ادا نہ ہو تو بچے کی زندگی خطرہ سمجھنی چاہیے۔ دیوی دیوتا اپنی قہر آلود نگاہوں سے بچہ فنا کر دیتے ہیں۔

آنکھوں کا رنگ:

کوئی اصول نہیں بتایا جاسکتا تھا کہ کونسی آنکھ بد ہوتی ہے۔ اور کونسی نہیں ہوتی۔ لیکن بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک یا دونوں میں دوہری پتلیوں کا ہونا، بلی کی سی آنکھیں۔ ارزق رنگ بھینگا پین کی علامتیں پائی جائیں تو ایسے آدمی کی نظر سے بچنا چاہیے۔ زرد اور شعلہ گوں آنکھ سے بھی خطرہ رہتا ہے۔

زبان کا سحر

بعض جویگوں اور مسلمان عاملین کا خیال ہے کہ آنکھ کے بعد زبان بڑا موثر حربہ ہے۔ بد اثرات ڈالنے کا، جس شخص کی زبان پر سیاہ دھبے ہوں۔ اس کی زبان میں بہت برا اثر پہنچا ہوتا ہے۔ (چنانچہ ہماری زبان میں کلی جھبا یعنی بدہین کہتے ہیں۔) ہر قوم میں عورتوں کو اس اثر کا سب سے بڑا عامل مانا گیا ہے۔ اور واقعہ یہ بھی ہے کہ عورتیں بالخصوص معمر عورتوں کی زبان میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ کوئی سائنٹفک تحویل نہیں دی جاسکتی۔

دیوی دیوتاؤں میں بھی نظر بد کا اثر ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ لڑتے ہیں تو

نظر بد کا استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات انسانوں کی دولت ان کی ترقی یا کس اچھی چیز کو دیکھ کر بھی دیوی دیوتا ناراض ہو جاتے ہیں۔ ان میں باہمی لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ اکثر دیویوں کے نام پر قربانیاں کی جاتی ہیں۔ نیز ان کی بری نظروں سے بچانے کے لیے کھانے پینے کی چیزیں۔ خوبصورت بچے، عمدہ چیزیں، شاتر تیں، کاروبار وغیرہ ان کی بری نظروں سے بچا کر رکھی جاتی ہیں۔ جس کے مختلف طریقے ہیں۔ دعویٰ وغیرہ دے کر ان کے اثرات کو دور کیا جاتا ہے۔ تعویذ گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔ یا منہ اور عملیات کا ذکر کر دیا جاتا ہے وغیرہ۔

تباہ کن طاقت

نظر بد کی طاقت بڑی لرزہ خیز ہوتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بد نظر کا اثر زیادہ حاملہ عورتوں، خوبصورت بچوں عمدہ غذاؤں، اونچی شاندار عمارتوں، پھل دار درختوں، خوشحال لوگوں، فصلوں، اور روانی دریا وغیرہ پر زیادہ سرعت اور تاثر کے ساتھ پڑتا ہے۔ کیونکہ جب یہ چیزیں دوسروں کی ملکیت ہوتی ہیں تو اس سے دوسروں کے دل میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ اور نگاہوں میں شرارت، غصہ، جلن اور حسد وغیرہ کے جذبات اہل پڑتے ہیں۔ جس سے ان چیزوں کی تباہی ممکن ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی بھی سبب سمجھ میں نہیں آتا۔

مالا بار کے جوگی

جنوبی ہند میں بالعموم اور مالا بار کے کوہستانوں میں بالخصوص نظر بندی کرنے والے ہندو جوگی اور ساحر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو زیادہ تر پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور راہبوں کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اکثر لوگ ان سے استفادہ کرتے ہیں اور وہ خود بھی نیچے اتر کر انسانی آبادیوں میں آتے ہیں اور اپنے کمالات سے دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔

مسٹر تھرسن نے ایک انگریز مبصر اور مورخ نے ان اضلاع کا دورہ کیا تھا اور ایک کتاب ”جنوبی ہند کا سحر“ تصنیف کی تھی۔ اس میں جا بجا مالا باری ساحروں کا ذکر آتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہاں ایسے نظر بند ہیں کہ وہ ذرا سی دیر میں آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو جاتے ہیں۔ مختلف جانوروں کی شکلیں اختیار کر کے دکھا سکتے ہیں۔ بالعموم بھینسے، بلی، کتے وغیرہ کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ لوگ ان سے بہت ڈرتے ہیں۔ پھر لوگ اگر کسی شخص کو مارنا چاہیں تو پھینسا بن

کردشمن کے گھر پر چلے جاتے ہیں اور اپنے سحر کے زور سے اسے گھر سے باہر نکال دیتے ہیں اور اس کے پیٹ میں سینگ مار کر اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ غرض ماا باری ساحروں کی مافوق الفطرت طاقتوں کا اثر ناقابل فہم حد تک پہنچ چکا ہے۔ یہ سب قوت ارادی کے کرسشے ہیں۔

عام لوگوں کی نگاہ

جو لوگ ہر وقت پبلک کی نظروں کے سامنے رہتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ، کاروباری افراد، اہم شخصیت، سماجی لوگ لیڈر اور وعظ وغیرہ۔ ان کو نظر بد لگنے کا بڑا اندیشہ ہوتا ہے۔ بالخصوص امراء اور خوشحال لوگوں کو کیونکہ ان کو دیکھنے سے لوگوں کے ذہن میں ایک قسم کا حسد پیدا ہوتا ہے۔ اور لاکھوں آدمیوں کی اچھی سبھنگاہیں دن رات پڑتی رہتی ہیں۔

اس لیے انہیں نظر لگ جانے کا بہت خطرہ ہوتا ہے۔ راجہ، بادشاہ، اہم لیڈر یا وزیر جب جلوس سواری اور پارٹی وغیرہ کے بعد واپس آتے ہیں تو لوگوں کی بری نظروں سے محفوظ رہنے کے لیے وہ ایک عمل کرتے ہیں۔ جسے ”آرتی لینا“ کہتے ہیں۔

اس عمل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کی بری نظر پڑی ہو تو وہ دور ہو جائے۔ ”آرتی“ کی رسم مندروں میں بھی ہوتی ہے اور دیوتاؤں کو بھی نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ عمل کیا جاتا ہے۔ رات کو جب مندر بند ہوتا ہے تو تمام سورتیوں کی آرتی ہوتی ہے۔ تاکہ اگر دن بھر میں کسی نے بد نظر ڈالی ہو تو اس کا ازالہ ہو جائے۔ دیوی دیوتا بھی نظروں کے اچھے برے اثر سے محفوظ نہیں سمجھے جاتے۔ مسلمانوں میں نقش، عملیات، یا سورہ کو پڑھنے کے لیے متعدد آیت ملیں گی جس سے نظر بد ختم ہو جاتی ہے۔

نظر بد سے دفاع

نظر بد سے بچنے کے مختلف طریقے ہیں۔ سب سے زیادہ عام طریقہ تو تعویذوں گنڈوں کا ہے۔ جادو، ٹونے، ٹونکے اور عملیات کے ذریعے سے بھی ان کا اثر دور ہو سکتا ہے۔ اور ماہرین و کاہلین روحانیت ایسا کرتے ہیں۔ فریب دہ لوگوں سے بچنا چاہیے۔ اور ماہرین سے رجوع کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ نظر بد سے بچنے کے لیے نیلے لگا لینا بھی مفید سمجھا جاتا ہے۔ اونچی شاندار عمارتوں پر ”اوم“ اور ”ماشاء اللہ“ لکھ کر بد نظروں کا دفیہ کیا جاتا ہے۔

ہاتھ کا نشان

ابتدائے تاریخ سے ہاتھ کو بڑا موثر حربہ مانا گیا ہے۔ پرانے پرانے تعویذوں اور نقوش میں ہاتھ کے حربہ کو بڑا دخل ہے۔ اس لیے نظر بد سے بچنے کے لیے جو تعویذ دیئے جاتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر ہاتھوں کے نشانات اور علامت ہوتی ہے۔ جن کے بنانے کے مخصوص اوقات اور انداز ہوتے ہیں۔

غرض نظر بد سے بچنے کے لیے ہاتھ کی شکل کا استعمال بہت عام ہے۔ ہاتھ کا تعلق چونکہ حس اور لمس سے ہے۔ جو عامل کی قوت ارادی کو براہ راست معمول اور مریض پر منتقل کر دیتی ہے۔ اس لیے عامل کا ہاتھ اور اس کے مخفی اشارات و خفیہ طاقتوں کا اثر ہوگا۔ تعویذ میں ہر نقش کو محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اور مرشد کامل کے دست مبارک کا اثر ہر جگہ اپنی قوت کا اثر اظہار کر سکتا ہے۔ ہاتھ کی علامت کو اس لیے ایک محض طاقت کا مظہر تصور کیا جاتا ہے۔

سینگ کی علامت

نظر بد سے بچنے کے لیے سینگ بڑا موثر طلسم سمجھا جاتا ہے۔ سینگ پر بد نظری کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ اکثر شیر اور دیگر جانوروں کے ناخن جو ہلال کی شکل میں ہوتے ہیں بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

قدیم رومیوں میں بھی رسینگ کا رواج تھا اور وہ بھی سینگ کو دفاعی بلیات تصور کرتے ہیں۔ اس سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ یہ خیال کس درجہ پختگی اور قدامت کے تجربہ پر مبنی ہے۔

قدیم رومیوں میں عام رواج تھا کہ بد نظری اور سحر کے اثر سے دور رہنے کے لیے مکانوں، کاغذات اور دیگر مقامات اور پیشانیوں پر ہاتھ کی ایک شکل اس صورت سے بناتے تھے۔ کہ چھنگلی اور اشارہ کرنے کی انگلیوں کو ہتھیلی پر رکھ کر ایک قسم کا سینگ بناتے تھے۔ چونکہ انسان کے سینگ نہیں ہوتے۔ اس لیے مصنوعی سینگ کی علامت جا بجا پیدا کر کے انسان اور اس کی سوسائٹی پر سے سحر و بد نظری کے اثرات کو زائل کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

رومیوں میں اسی دستی سینگ یعنی علامت کا نام ”قانون کارفو تو“ تھا۔ بہت سے اقوام نے سینگ کو اپنی ٹوپی کے اوپر بنا کر اسے استعمال کیا جیسے چنگیز خان، ہلاکو خان، کے زمانے میں۔ تاکہ بڑے اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔

پرانے زمانے کے اکثر مقامات پر آپ دیکھیں گے کہ کچے مکانوں کی چھتوں، دیواروں اور کوارٹروں پر ہاتھ کے پھاپے کے نشان ہوتے ہیں۔ تاکہ سحر اور بلیات اور نظریہ کا دفعیہ ہوتا رہے اور رہنے والوں اور ان کے بچوں کو ارواح خبیثہ اور مضرتی اثرات سے کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔ ہاتھ اور ناخنوں کے علاوہ ہندوؤں میں گائیں بھینس کے سینگ کو بھی بلیات کے دفعہ کے باب میں بڑا دخل ہے۔ سری یعنی کلمہ کو بھی نظر لگنے کے بعد اتارا جاتا ہے اور چوراہے پر رکھا جاتا ہے۔ کالادانہ چٹانہ، مرج جلا نا، سیندور وغیرہ کے ذریعہ سے بھی سفلی والے علاج معالجہ کرتے ہیں۔ مسلمان عاملین، قرآنی آیات اور بزرگوں کے اشغال و اذکار سے علاج کرتے ہیں۔

نگاہوں کے طلسمات

بعض اشخاص میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں ایک خاص قسم کی زہریلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کیفیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس چیز کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس اثر کو عرف عام میں ”نظر لگ جانا“ کہتے ہیں۔ گو انسان کو اپنی بہت سی پوشیدہ قوتوں کا صحیح علم اب تک حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن اقوام عالم کی نفسیاتی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ انسان نے اب سے ہزار ہا سال قبل اس قوت کو دریافت کر لیا تھا۔ اور تقریباً تمام قدیم اقوام اور ملل اس بات کے قائل تھے کہ نظر حق ہے۔ اور اس کے مضرت اثرات یقینی ہیں۔

چونکہ آج کل ہم میں سے نا تجربہ کار تعلیم یافتہ نظر لگنے کے قائل نہیں۔ اور بغیر کسی دلیل کے ایک ایسی اہم روحانی طاقت کا انکار کرتے ہیں۔ جس کے وقوع پر تقریباً تمام ملل اقوام کا اتفاق ہو چکا ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں ان کو سمجھانے اور آزمائش کی ترغیب دینے کے لیے اس مسئلے پر کسی قدر بحث کرتے ہیں۔

روح کے اثرات

یہ امر مسلم ہے کہ انسانی روح اپنے جسم کے علاوہ دوسرے جسموں پر بھی اثر ڈالتی ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے جس سے ہم مرعوب ہوتے یا شرماتے ہیں۔ تو ہمارا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہمارا کوئی دشمن ہماری طرف تیز نظروں سے گھورنے لگتا ہے تو ہماری رنگت ڈر کے مارے زرد ہو جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نفس

انسانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت بخشی ہے کہ وہ کسی جسم کو چھوئے بغیر متاثر کر سکے۔

متاثر کرنے کے ذرائع

عام طور پر یہ گمان کیا جاتا ہے کہ ایک چیز دوسری چیز میں تب اثر کرتی ہے جب یہ دونوں ایک دوسرے کو چھو جائیں۔ اور نظر میں چونکہ یہ بات موجود نہیں اس لیے اس کے اثر کا قائل ہونا ایک بے حقیقت چیز پر یقین کرنا ہے۔ ہمارے ان دوستوں کو یہ معلوم نہیں کہ اثر ڈالنے کے لیے ضروری نہیں کہ کسی چیز کو چھولیا جائے۔ چھو لینا اثر ڈالنے کے متعدد ذرائع میں سے صرف ایک ذریعہ ہے۔ اور وہ بھی معمولی سا۔ اس کے علاوہ حسب ذیل طریقوں سے اشیاء پر اثر ڈالا جاسکتا ہے۔

1. مقابلہ:

ایک چیز دوسری چیز کے مقابل لائی جائے۔ جیسے مقناطیس جب لوہے کے سامنے لایا جاتا ہے۔ تو اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

2. نظر:

کسی چیز کی طرف آنکھیں اٹھائی جائیں۔ جیسے مسمریزم کا عامل اپنے معمول کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہی اسے بے ہوش کر دیتا ہے۔

3. روحانی توجہ:

کسی اوجھل چیز پر روحانی توجہ دی جائے جیسے یونان کے اشراقیوں۔ ہندوستان کے جوگیوں۔ اور مسلمان صوفیوں کا معمول تھا۔ اور اب تک ہے۔

4. دعا:

باری تعالیٰ سے دعا مانگی جائے۔ اور عالم ملکوت کو دعائیہ الفاظ کے ذریعے اس چیز کی طرف متوجہ کیا جائے۔ جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔

5. جادو:

جھاڑ پھونک کی جائے۔ جیسے بعض لوگ سانپ، بچھو اور باؤلے کتے وغیرہ کے کالے کا اثر اتارتے ہیں۔

6. وہم:

قوت واہمہ غالب آجائے۔ اور اس سے جسم متاثر ہو جائے۔ جیسے اونچے اور تنگ پل پر پا ہوا میں لٹکی ہوئی اسی پر چلتے ہوئے جسم میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اور آدمی گرنے لگتا ہے۔
7. تخیل:

قوت متخیلہ کسی سنان جنگل میں فرضی صورتیں آنکھوں کے سامنے لا کر کھڑی کر دے۔ جیسے ڈرپوک آدمیوں کے ساتھ عموماً پیش آتا ہے۔

اسباب مذکورہ یعنی مقابلہ، نظر، توجہ، دعا، جھاڑ پھونک، وہم اور تخیل کے اثرات عام طور پر مشاہدہ میں آتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی چیز بھی متاثر ہونے والی چیز سے جسمانی اتصال پیدا نہیں کرتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اثر و تاثر کے لیے جسمانی اتصال کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح نظر بد میں بھی باوجود یکہ دو چیزوں کا اتصال نہیں ہوتا۔ لیکن ایک کی روح کا پر تو دوسرے پر پڑ کر اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔

کیسے نظر لگ گئی؟

بعض علماء کا خیال ہے کہ نظر لگانے والے شخص کے دل پر جب ایک بری کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ تو اس کی آنکھوں سے زہریلی شعاعیں نکلنے لگ جاتی ہیں۔ جو متاثر ہونے والی چیز میں پیوست ہو کر اس کو نقصان پہنچا دیتی ہیں۔ جیسے بعض اثر دہے کسی جانور کو دیکھتے ہی اس کو اپنے اثر سے ہلاک کر دیتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ نظر باز اشخاص کی آنکھوں سے ایسے باریک شرارے چھوٹتے ہیں۔ جو دکھائی نہیں دیتے۔ یہ شرارے اس چیز کے جسم میں پیوست ہو کر اس کو بیمار یا ہلاک کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ (جو اسباب قوی اور تاثیر اشیاء کے منکر ہیں۔ وہ بھی بے شمار تجربات کی بناء پر نظر کے قائل ہیں اور) اس کی توجیہ یوں کرتے ہیں۔ کہ نظر باز انسان جب کسی چیز کی طرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس چیز کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ خود نظر کرنے والا نہ اس نقصان کا ارادہ کرتا ہے اور نہ وہ اس کا سبب بنتا ہے۔ اور نہ اس کی ذات میں کسی چیز کو نقصان پہنچانے کی قطعی طاقت ہوتی ہے۔ (یہ مسلک ان لوگوں نے اختیار کیا ہے جو ہر چیز کو خدا پر سونپتے ہیں) اور عالم اسباب کے قطعاً منکر ہیں۔

قیم کا نظریہ

حافظ ابن قیم نظر بد کی بنیاد حسد پر قائم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ: "یہ مانی ہوئی بات ہے کہ حاسد کے حسد سے محسود کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے۔ (وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ) اور یہی حسد نظر بد کی اصل ہے۔

کیونکہ حاسد کی روح جب ایک بری کیفیت سے اثر پذیر ہوتی ہے تو وہ محسود پر برا اثر ڈال کر اس کو نقصان پہنچا دیتی ہے حاسد کی مثال اس اثر دہا کی ہے جو اپنے دشمن سے آنکھیں ملاتے ہی اس کو گرا دیتا ہے۔ اور یاد رہے کہ بعض سانپ اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ سامنا ہوتے ہیں عورتوں کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ آنکھیں چار ہوتے ہی آدمی بینائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے سانپوں کی دو قسمیں لہر اور ذوالطفین کے بارے میں فرمایا ہے۔

(انہما یلتمسان البصر و یسقطان الحمل)

یہ دونوں بینائی کو ضائع اور حمل کو ساقط کر دیتے ہیں۔

پس اسی طرح بعض لوگوں کی روح ان پر بری کیفیتوں سے اتنی جلد اور اس شدت سے اثر پذیر ہوتی ہے کہ وہ جس چیز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ کر اس پر حسد کرتے ہیں وہ چیز عموماً نقصان اٹھاتی ہے۔

بعض لوگوں کی رو میں اتنی شدت کے ساتھ بری کیفیتوں سے اثر پذیر ہوتی ہیں کہ ان کو نظر لگانے کے لیے آنکھوں کے روزن کا سہارا لینے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ مادرزاد اندھے اور پس پردہ بیٹھے ہوئے اشخاص بھی اسی طرح نظر لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ نظر دراصل دن تیروں سے لگتی ہے۔ جو روح کی کمان سے نکل کر کسی چیز پر پڑتے ہیں۔ اگر وہ چیز ہتھیار بند نہ ہو تو وہ تیر اس کو فوراً گھائل کر دیتے ہیں۔ اگر ہتھیار بند ہو تو اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ پلٹ کر خود حاسد پر آن پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس کی نظر زیادہ لگتی ہے اس کی اپنی حالت بھی چند آں اچھی نہیں ہوتی۔

حضرت سہل بن حنفیہؒ کو کیسے نظر لگی:

حضرت ہبل بن حنیف گورے پٹے آدمی تھے۔ ایک دفعہ نہر میں نہار ہے تھے۔ حضرت عامر بن ربیعہ ادھر سے گزرے۔ تو کہنے لگے۔ واہ۔ کیسا گورا چٹا اور گداز جسم ہے۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت ہبل کو بخار چڑھ گیا۔ اور گھر آ کر لیٹ رہے۔

آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی۔ تو آپ عامر کے پاس تشریف لے گئے اور غصے سے کہا۔ تم لوگ کیوں اپنے بھائیوں کو قتل کرتے ہو۔ تم کو چاہیے تھا کہ ان کے لیے برکت کی دعا مانگتے۔ نہ کہ الٹا اسے نقصان پہنچاتے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ عامر ایک ٹب میں اپنے بعض اعضاء دھو لے اور وہ پانی ہبل پر لے جا کر ڈال دیا جائے۔ اس تدبیر سے ان کا بخار اتر جائے گا۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور حضرت ہبل کا بخار ٹوٹ گیا۔

نیز حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ان العین تمل خل الرجل المقبر والحمل القدر۔ (نظر آدمی کو قبر اور اونٹ کو ہنڈیا میں پہنچا دیتی ہے۔)

بد نظری کا علاج

اگر کسی شخص کو نظر لگ جائے اور نظر لگانے والا معلوم ہو۔ تو اس کو کہا جائے کہ وہ ایک برتن میں ہاتھ پاؤں اور ران وغیرہ دھو لے۔ پھر اس پانی کو مریض کے سر پر اچانک ڈال دیا جائے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ہبل کے ساتھ کیا۔

یہ علاج گو طبیوں کے مروج طریق علاج سے الگ ہے۔ اور اسی لیے اکثر ناواقف اور ناتجربہ کار اشخاص اس کے عجیب و غریب معجز نما اثرات پر یقین نہ کریں گے۔ لیکن ان کی خدمت میں ہم یہ عرض کریں گے کہ یہ کوئی ایسا الہیاتی مسئلہ نہیں ہے۔ جس کو عمل کے ذریعے آزمایا نہ جاسکے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزما کر دیکھ لیں کہ دنیا کے سب سے بڑے روحانی طبیب نے جو انوکھا علاج بتایا ہے۔ وہ مفید ہے یا نہیں۔ علاج کے سلسلے میں سینکڑوں فلسفیانہ دلائل اتنے کامیاب نہیں ہو سکتے جتنی ایک آزمائش کامیاب ہو سکتی ہے۔

طب نبوی ﷺ اور نظر بد

اگر ناظرین خلوص نیت سے اس علاج کو برتیں گے تو ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں کی طب آنحضرت ﷺ کے طریق علاج کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عورتوں کا

طریق علاج ڈاکٹروں کے مقابلہ میں۔ بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ کیونکہ ڈاکٹروں کے بعض علاج قیاسی ہوتے ہیں۔ بعض تجربہ و خیال و خواب یا الہام پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور بعض حیوانات اور پرندوں کی دیکھا دیکھی ان کو سو جھتے ہیں۔ تو اس ناقص اور متضاد طب کو اس طب سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ جس کی تعلیم خالق کون و مہاں نے آنحضرت ﷺ کو اور آنحضرت ﷺ نے اپنے چنے چنے کو دی ہے۔

نظر کے اثرات دفع کرنا

نیز نظر بد کے اثرات کو دور کرنے کے لیے مریض پر معوذتین (خلق۔ الناس) الحمد شریف اور آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونک لینی چاہیے۔ نیز اس مرض میں یہ دعا بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔
اعوذ بعلمات التائمانات من کل شیطان وهامة ومن کل عین لامة
(میں اللہ تعالیٰ کے کلمات کے ساتھ ہر شیطان کے زہریلے جانور اور جو اس کو نقصان پہنچانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔)

یہ دعا آنحضرت ﷺ امام حسن اور امام حسین پر پڑھ کر پھونکتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میرے دادا حضرت ابراہیم اپنے صاحبزادوں اسماعیل اور اسحاق پر یہ دعا پڑھ کر پھونکتے تھے۔ نیز یہ دعا بھی نظر بد کے لیے بہت مفید ہے۔

بسم اللہ ارقیک من کل داء یؤذیک من شر کل نفس او عین حاسد اللہ یشفیک
بسم اللہ ارقیک

(میں خدا کا نام لے کر تم کو دم کرتا ہوں۔ کہ ہر تکلیف دینے والی بیماری، ہر حاسد دل اور حاسد آنکھ سے بچے رہو اللہ تعالیٰ تم کو شفا دے۔ میں خدا کا نام لے کر تم پر پھونکتا ہوں)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے یہی دعا پڑھ کر آپ ﷺ پر پھونکی تھی۔

بد نگاہ کو بدایت

جس شخص کی نظر زیادہ لگتی ہو۔ اس کو چاہیے کہ کسی اچھی چیز کو دیکھ کر اس پر تعجب نہ کرے۔ بلکہ یوں کہے۔

اللھم بارک علیہ۔ یا یوں کہے۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

اس طرح اس کی نظر کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اور وہ دنیا کی بدنامی اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا۔

جادو اور بھوت پریت (سایہ)

زمانہ قدیم میں بھوتوں، چڑیلوں اور بد ارواح کو جادو گروں کے تابع فرمان سمجھا جاتا تھا اور لوگ بھوت پریت سے بچنے کے لیے کسی تجربہ کار عامل یا جادوگر کی خدمات بھاری معاوضہ پر حاصل کرتے تھے جو ایک منتر یا جادو پھونک کر ان سے نجات دلا دیتا تھا۔ لیکن اب جدید زمانے میں لوگ بھوت پریت کے بارے میں نئے نظریات رکھتے ہیں۔ بھوتوں اور بدروحوں کے وجود سے انکار نہیں کیا جاتا لیکن یہ جاننے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان آسیبوں سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے اور ان سے پیدا ہونے والی صورت حال کا اصل ذمہ دار کس کو ٹھہرایا جائے۔ یورپ اور سائنس میں ترقی یافتہ ممالک کے لوگ جادو اور آسیب کو نفسیاتی مرض سمجھتے ہیں اور آسیب زدہ مریض کی ذہنی حالت کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں باقاعدہ سوسائٹیاں قائم کی گئی ہیں جو بھوت پریت کے معاملے میں باقاعدہ تحقیقات کرتی ہیں۔

وہ کون ہے؟

ٹیکساس میں فلکیات کی کلاس کو دیر تک لیکچر دینے کے بعد پروفیسر ورتھ اپنے گھر پہنچے تو آدھی رات ہو چکی تھی اور ان کی بیوی سو رہی تھی ورتھ نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا اور اپنے بستر پر لیٹ گئے ابھی وہ نیم خوابیدہ حالت میں ہی تھے کہ ایک دم انہیں ایک آہٹ محسوس ہوئی وہ اٹھ بیٹھے اور دیکھنے لگے کہ کیا ہوا۔ سڑک پر جلنے والے لیمپ کی روشنی سے کمرے کے اندر کچھ نظر آ رہا تھا۔ ورتھ نے اسی واقعہ کے متعلق تحقیقات کی امریکن سوسائٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے بتایا۔

”ابھی میں اپنی نظر مشکل سے جماسکا تھا میں نے اپنے والد کو اندر آتے ہوئے دیکھا۔ وہ صاف نظر آ رہے تھے۔ مجھے زیادہ تعجب نہ ہوا میں سمجھا کہ والد جو کیلیفورنیا میں رہتے ہیں۔ شام ہونے کے بعد پہنچے ہوں گے اور مجھے گھر میں نہ پا کر اب اتنی رات گئے دوبارہ آئے ہیں۔ بہر حال وہ کمرے کے اندر آئے اور میرے پاؤں کی طرف بیڈ سے تقریباً دو منٹ کے فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔ اب میں نے ان کے چہرے کو اچھی طرح دیکھا اور سمجھا کہ ان کا یہاں آنا اس

وقت کسی ضروری کام کی وجہ سے ہوگا۔ میں نے ان کو کبھی اس قدر غمگین نہیں دیکھا تھا وہ اس وقت نظر آ رہے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید ان کے ساتھ کوئی بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔ اتنے میں انہوں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انہوں نے ہاتھ معمول سے زیادہ دبایا اور اسے پکڑے ہوئے اپنے سر کو حرکت دی۔ مگر جیسے ہی میں نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا وہ غائب ہو گئے اور میرا ہاتھ پھیلا ہی رہ گیا۔“

ورتھ کا خیال ہے کہ اس سارے سین میں کوئی آدھا منٹ لگا ہوگا۔ مگر اسی عرصہ میں انہوں نے یہ نوٹ کر لیا کہ والد معمولی ملاقاتی لباس میں ہونے کی بجائے چمڑے کی پتلون، چمڑے کی قمیص اور ٹوپی پہنے ہوئے تھے جو ان کے کام کے وقت کا لباس تھا۔ پتلون بند خاکی رنگ کی تھی اور قمیص کی جیب میں ایک پینسل، ایک فاؤنٹین پین اور ایک پرکار تھی۔ ورتھ نے اس سے آگے بیان کیا۔

”اب میں سراسر حیرت کے عالم میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ڈورنیل بجی اور جب میں نے دروازہ کھولا تو سامنے تار (ٹیلی گرام) والا ملازم کھڑا تھا۔ اس نے مجھے میرے بھائی کی طرف سے بھیجا گیا ٹیلی گرام دیا جس میں تحریر تھا کہ ڈیڈی کا ساڑھے آٹھ بجے انتقال ہو گیا ہے۔ کیا آپ آسکتے ہیں؟ پھر جب میں کیلی فورنیا پہنچا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ میرے والد اس روز اپنی موٹر کار درست کر رہے تھے اور کام کا لباس یعنی چمڑے کی پتلون چمڑے کی قمیص اور ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ پتلون بند خاکی رنگ کی تھی اور قمیص کی جیب میں پینسل، فاؤنٹین پین اور پرکار تھی۔“

یہ واقعہ امریکن سوسائٹی کی نفسیاتی تحقیقات کے لیے بے حد دلچسپ تھا۔ ورتھ کو اپنے والد کے ”سایہ“ سے چند چیزیں ایسی معلوم ہو گئی تھیں جو کسی دوسرے طریقے سے معلوم نہیں ہو سکتی تھیں۔ ”سایہ“ کے لباس وغیرہ کی جزئیات بالکل واقعہ کے مطابق ثابت ہوئیں۔ ایسے سایہ کو اصطلاحاً ”صادق“ یا ”راست گو“ کہتے ہیں۔

سایہ:

قصے کہانیوں میں موت کی خبر لانے والا سایہ اکثر بیان کیا جاتا ہے۔ مرنے والا عزیز واقرباء کو اکثر اپنی موت کی خبر پہنچاتا ہے اور بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ اس المیہ کی خبر ٹھیک اس کی موت کے وقت آئی تھی۔ لیکن امریکن سوسائٹی کی تحقیقات سے موت کے وقت کی یہ مطابقت صحیح

نے سراٹھا کر دیکھا تو کمرے کے اندر ایک آدمی کو کھڑا پایا۔ کمرے میں کافی روشنی تھی۔ (روشنی کے بارے میں سوسائٹی ہمیشہ دریافت کرتی ہے۔)

اس کے بارود کے کارخانے سے اکثر لوگ اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس لیے اس آدمی کی موجودگی پر انہیں تعجب نہیں ہوا۔ مگر اس بات پر ضرور تعجب ہوا کہ وہ آدمی دستک دیے بغیر کیسے اندر آ گیا اور اس کے آنے کی آہٹ کیوں نہیں سنائی دی۔ (اس وقت اس کو یہ خیال نہیں آیا کہ تمام در دروازے اور کھڑکیاں بھی بند ہیں۔) وہ بیٹھے بیٹھے تقریباً دس پندرہ سیکنڈ تک اس شخص کو دیکھتے رہے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمی ان سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ شخص کچھ نہ بولا۔ بالکل خاموش رہا۔

تب اس اٹھے اور اس کی طرف دو قدم بڑھے۔ لیکن ایک دم وہ شخص غائب ہو گیا۔ وہ کمرے میں نہیں تھا۔ اس نے سارا گھر چھان مارا مگر وہ نہ ملا۔ اس نے سونے کے لیے بستر پر جاتے وقت اپنے دل میں کہا۔ ”میں بہت زیادہ محنت کر رہا ہوں۔ اس لیے مجھے ”سائے“ نظر آنے لگے ہیں۔“ ان کی بیوی نے جو اس وقت سو رہی تھی، آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا۔

”کیا بات تھی۔ کتے کیوں شور مچا رہے تھے۔“ اس نے جواب میں کہا۔ ”کچھ نہیں۔ بس یونہی شور کرنے لگے تھے۔“

اس واقعہ کے دو ہفتے بعد اس رات کے نو بجے اپنے اسٹڈی روم میں گئے تو اچانک اسی شخص کو جو پہلے نظر آیا تھا، وہاں کھڑے دیکھا۔ اس بار وہ زیادہ قریب آ گیا تھا۔ اس کا بیان ہے۔

”روشنی بہت صاف تھی اور میں اس کا چہرہ اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ اس کا لباس ہلکے خاکی رنگ کا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا۔ مگر وہ ایک دم غائب ہو گیا۔ میں حیران رہ گیا کہ کیا بات ہے۔ اپنے پڑوسی فلپ کے پاس گیا۔ اور اس کو یہ قصہ سنایا۔ فلپ ہنسنے لگا۔ وہ مجھ سے بولا۔“

”شاید تم بھوت دیکھنے لگے ہو۔“

دس دن اور گزر گئے پھر ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے رات کے وقت (جبکہ میری بیوی باورچی خانے میں مصروف تھی) میں نے پھر اسی شخص کو دیوان خانے میں کھڑے دیکھا۔ میں جلدی سے اس کی طرف لپکا۔ مگر وہ فوراً غائب ہو گیا۔ اس طرح جیسے جلتا ہوا چراغ ہوا کے جھونکے سے ایک دم بجھ جاتا ہے۔ اس کے بعد دس راتیں اور گزر گئیں۔ رات ٹھنڈی تھی اور ترش ہو رہا تھا۔ گھر کے

نہیں ہوتی ہے۔ درتھ کے مندرجہ بالا واقعہ میں بھی دو گھنٹے کی دیر پائی گئی۔ اس کے باپ کا انتقال سارے آٹھ بجے شب ہوا اور ”سایہ“ ان کے پاس آدھی رات کے قریب پہنچا۔ سوسائٹی کے محققین اس کی ایک توجیہ پیش کرتے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ مرنے والے دل کا پیغام ”نقل خیالی“ سے (ٹیلی پیٹھی سے) ایک واہمہ پیدا کرتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ دوسرے سرے پر وہ شخص جس کو پیغام بھیجا گیا ہے۔ اس وقت دوسرے کام میں مصروف ہو۔

مندرجہ بالا حالت میں درتھ اسی پیغام کے اجراء کے وقت طلباء کی ایک جماعت کو لیکچر دے رہے تھے۔ اس لیے پیغام (جو سایہ کی شکل میں پہنچا) ایک مناسب وقت تک روکے رکھا گیا۔ اور جب درتھ پوری فراغت اور فرصت کے ساتھ اپنے بستر میں تنہا تھے اس وقت سایہ کا ظہور ہوا۔ درتھ کا یہ قصہ ان سینکڑوں قصوں میں سے ایک ہے جنہیں اس امر کی نفسیاتی سوسائٹی نے جمع کیا ہے۔ یہ ایک باوقار علمی سوسائٹی ہے جس کے تقریباً 680 مرد و خواتین ممبرز ہیں۔ ان میں ایک ممتاز رکن پروفیسر کارڈن زمرنی ماہر نفسیات ہیں۔

پروفیسر کارڈن زمرنی کہتے ہیں کہ ”ماورائے طبعی“ (پیرانیچرل) امور کا ایک نہایت اہم اور قابل تحقیق میدان ہے جس سے ہم اپنے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ یہاں ”فوق الفطرت“ کی بجائے ”ماورائے طبعی“ (طبعی قوانین کی حدود سے باہر کے امور) کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ ”فوق الفطرت“ چیز سمجھ لینے کے بعد بالکل فطرت کے مطابق ہو سکتی ہے۔ اس سوسائٹی کے ممبران میں کئی نفسیات دان، نفسیاتی معالج، ڈاکٹر، فلسفہ دان، جج اور وزراء ہیں۔ سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر ہس لاپ ہیں۔ ان نامور علمائے فن کو جھوٹے فرضی قصوں سے دھوکا دینا مشکل ہے۔ کیونکہ یہ علمی اور سائنسی نقطہ نظر سے ہر پیش کردہ واقعہ کی اچھی طرح چھان بین کرتے ہیں۔ اس سوسائٹی کے سامنے پیش کیے جانے والے واقعات میں سے کچھ دوسرے واقعات کو دیکھیے جس سے اندازہ ہوگا کہ بھوت پریت اور سایہ جادو کی پیداوار ہے یا اس کا جادو سے کس حد تک تعلق ہے۔

بھوت اور کتے

لیفٹیننٹ راس بحریہ کے ایک بارود کے کارخانے میں کام کرتے تھے۔ ایک دن رات گئے وہ اپنے گھر میں کسی بحری مسئلے کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ ان کے کمرے میں دو پالتو کتے سو رہے تھے۔ اچانک ایک کتا غرانے لگا۔ پھر ایک دم دونوں کتے اٹھ کر اچھلنے کودنے لگے۔ راس

سارے دروازے بند تھے۔ دیوان خانے میں روشنی تھی۔ باورچی خانے میں بھی روشنی نظر آرہی تھی مگر غلام گردش میں اندھیرا تھا۔ اچانک وہی شخص پھر مجھے نظر آیا۔ اس بار وہ خاکی لباس پہنے ہوئے دیوان خانے اور باورچی خانے کے درمیان کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ اس بار میں اسے دیکھ کر گھبرا گیا اور مجھے اس سے خطرہ محسوس ہوا۔ لیکن وہ شخص کوئی خوفناک حرکت کیے بغیر پھر غائب ہو گیا۔ بالکل اسی انداز میں جیسے پہلے تین بار ہوا تھا۔“

پھر اس کا اس مقام سے تبادلہ ہو گیا اور وہ دوسرے شہر چلے گئے۔ پھر انہیں وہ سایہ یا بھوت نہیں دکھائی دیا۔ سوسائٹی کو اس کے آخری تجربے یا واقعہ کی اطلاع کئی برس کے بعد ملی جیسا کہ اکثر ایسی صورتوں میں ہوا کرتا ہے۔ جس سے تحقیقات اور زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔

کالا پرس کہاں ہے؟

سوسائٹی کے ریکارڈ میں فلاڈلفیا کی ایک مستقل مزاج ضعیف خاتون مسز ہیرس کا قصہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ مسز ہیرس کی ایک عزیز دوست ہیلن مدت سے طلاق یافتہ ہیں، جن کے شوہر سے ان کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن مسز ہیرس نے سنا کہ ہیلن کے سابق شوہر کا آج انتقال ہو گیا ہے۔ اسی رات مسز ہیرس جب سونے جا رہی تھیں تو انہیں ہیلن کے مرحوم شوہر کا خیال آ گیا۔ خیال آیا تھا کہ انہیں محسوس ہوا کہ ان کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے۔ اس کا قد درمیانہ درجے کا تھا اور وہ تکمانہ لہجے میں بڑے اکھڑپن سے کہہ رہا ہے۔ ”ہیلن سے کہہ دو ہیلن سے کہہ دو۔“

”کیا کہہ دو؟“ مسز ہیرس نے نرمی سے سوال کیا۔

”گھر پر..... گھر پر.....“ اس آدمی یا سائے نے بے صبری سے جواب دیا۔ ”اوپنی الماری میں پیتل کے کنڈے کے اوپر کے خانے میں جہاں پر میرے رومال ہیں..... کالا پرس..... ہیلن سے کہہ دو۔ ہیلن سے کہہ دو۔“

اس کے ساتھ ہی وہ شخص غائب ہو گیا۔ مسز ہیرس نے اس سائے کا یہ پیغام ہیلن کو پہنچا دیا۔ ہیلن طلاق کے بعد 15 سال سے اس مکان میں نہیں گئی تھی جہاں کبھی وہ سابقہ شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ پیغام ملنے کے بعد وہ اپنی سابقہ ساس کے پاس گئی۔ وہاں اوپنی الماری کے اوپر کے خانے میں کالا پرس موجود تھا جس سے ہیلن کی ساس ابھی تک بے خبر تھیں اور پرس کے اندر مرحوم

شوہر کا وصیت نامہ موجود تھا۔

جادو یا ایکسٹرا سینسری

بعض لوگ ایسے واقعات کو جادوئی واقعات سمجھتے ہیں۔ لیکن یورپ میں ایسے واقعات پر باقاعدہ ریسرچ کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ ”سائے“ کا جادوگری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انگلستانی نفسیاتی تحقیقات کی سوسائٹی کا ہیڈ آفس لندن میں ہے۔ سوسائٹی کے ذخیرہ جات و اندراجات نفسیاتی تحقیقات کی سیکٹروں واقعات کی رودادیں موجود ہیں جن کی باقاعدہ تصدیق و تحقیق عمل (ریکارڈ) میں بھی ایسے سیکٹروں واقعات کی رودادیں موجود ہیں جن کے نتائج کی توضیح اسی حقیقت کی میں لائی جاتی ہے اور تجربہ گاہ میں تجربات بھی کیے جاتے ہیں جن کے نتائج کی توضیح اسی حقیقت کی بناء پر کی جاسکتی ہے کہ انسان میں ایک ”بائے حیات“ (ایکسٹرا سینسری) قوت موجود ہے۔

بھوت پریت، آسیب و سایہ ”حاضرات“ اور روحوں سے ملاقات وغیرہ کے قصے ہمارے ملک میں بھی بہ کثرت موجود ہیں۔ مگر ان کی تصدیق اور عملی طور پر تحقیقات کے لیے یہاں کوئی مستند ادارہ موجود نہیں ہے اور لوگ تو ہم پرستی کا شکار ہو کر بھوت پریت کو جادوگری سے منسلک کرنے میں بڑی عجلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ٹیلی پیٹھی اور جادوگری

علم تنویم کے جادوئی کرشمے

فن جادوگری میں جو ہر ذات (علم تنویم) کی اہمیت و حیثیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ زمانہ قدیم میں لوگ اس سے تابلہ تھے اور جب کوئی جادوگر ٹیلی پیٹھی کے ذریعے اپنے فن کا مظاہرہ کرتا تو لوگ اسے بھی سحر خیال کرتے۔ کیونکہ اس علم کے ذریعے جادوگر ارواح سے بھی رابطہ قائم کرتے تھے۔ لیکن اب زمانہ اور ہے۔ آج کل کسم پزیم اور ٹیلی پیٹھی کے عجیب و غریب طلسمات کو دیکھ کر ہم ان کے جادو کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور مانتے ہیں کہ انسانی ارادہ آنکھ کی راہ سے کسی شخص کو بے ہوش کر کے اس کو اپنا آلہ کار بنا سکتا ہے۔ کسی بیماری کو پیدا اور سلب کیا جاسکتا ہے۔ کسی دل کو مطمئن ور بے چین کر سکتا ہے۔ کسی طاقت کو گھٹایا بڑھا سکتا ہے۔ لیکن اب سے چودہ

اور پیس پر رکھی جا چکی ہے۔ اگر دو شخص جو ٹیلی پیٹھی پر عبور رکھتے ہیں اور آپس میں دماغی طور پر خیالات کا تبادلہ کرتے رہتے ہیں جس میں فاصلہ اور وقت کی کوئی قید نہیں تو پھر ہمیں سیاروں کی دنیا کے فاصلے کو بھی ختم کرنا ہوگا۔ ٹیلی پیٹھی انسان کے ہاتھ میں خبر رسانی کا ایک بہت بڑا ہتھیار آگیا ہے۔ جو کہ ہر وقت بلا قیمت اور بغیر کسی آلے کی مدد سے کام میں لاتا ہے۔ یوں تو دماغی علوم بہت پرانا علم ہے۔ لیکن بیسویں صدی میں باقی علوم کی طرح اس علم کو بھی خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔ یوکرائن اکاڈمی آف سائنس نے ایک کتاب شائع کی ہے جو برنارڈ وچ کی تصنیف ہے۔ یہ شخص الیکٹرو میگنیٹو اسٹریٹھ تھا اور سال ہا سال ٹیلی پیٹھی کے تجربات کرتا رہا۔ اس کی کتاب کا نام بیلوجیکل ریڈیو کمیونیکیشن ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک کہانی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک رات وہ سو رہا تھا۔ اس کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی شخص اس کے کمرے میں چیچ کو گلاس پر مار رہا ہے۔ یہ آواز اتنی صاف اور واضح تھی کہ وہ چارپائی سے اٹھ بیٹھا۔ کمرے کی بتی جلائی اور ہر طرف دیکھا۔ کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ صبح کو وہ حسب معمول کام پر چلا گیا۔ وہاں اسے اطلاع ملی کہ اس کا بہترین دوست فوت ہو گیا ہے۔ وہ فوراً اپنے دوست کے گھر پہنچا اس کی والدہ سے افسوس کیا اور پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ایک گلاس اور چمچی رکھی ہوئی تھی۔ مرنے والے کی والدہ نے بتایا کہ اس کا دوست رات کو فوت ہوا جب کہ وہ اس کو دوائی پلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ چیچ کو گلاس پر مارنے کی آواز برنارڈ کو اسی جگہ سے آرہی تھی۔

برنارڈ کوئی وہمی آدمی نہ تھا۔ لیکن اس واقعہ نے اس پر ایسا اثر کیا اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اس راز کو معلوم کرے گا۔ کہ کس طرح ایک میل دور سے اس کو گلاس پر چیچ مارنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اس نے مشہور سائنسدان الگزیٹر سلوچ کی قیادت میں انسانی نروس سسٹم کا مطالعہ شروع کر دیا اور تجربات کے بعد یہ کتاب لکھی۔ روس کے ویل ڈیمیر نامی سائنسدان نے جانوروں پر تجربات کیے۔ انہوں نے بذریعہ ٹیلی پیٹھی پیغام دیا۔ جانوروں نے ان کا سگنل دماغی طور پر قبول کیا۔ اور ان کا حکم مانا۔ وہ اکثر حکم دیتے تھے کہ فلاں چیزوں کے ڈھیر میں سے فلاں چیز نکال کر لے آؤ۔ ان کا کہنا ہے کہ انسانی دماغ جو ہائی فری کوانٹی کی لہریں بھیجتا ہے۔ جانوروں کے دماغ میں یہ صلاحیت ہے کہ اس کو وصول کر کے سمجھ سکیں۔ وہ بڑے اعتماد کے ساتھ کہتے تھے کہ انسان کے علاوہ جانوروں کی آنکھوں سے بھی ریڈیائی لہریں نکلتی ہیں۔ اور اس میں پیغامات بھی ہوتے ہیں۔ انسانی آنکھ کا اثر بھی جنگلی جانور، درندے اور سانپ وغیرہ پر ہوتا ہے۔ جیسے ان کی آنکھوں کا

انسان پر ہوتا ہے۔ آج کل ایسے آلات میسر آ چکے ہیں۔ جو آنکھ والی شعاع کی ویو لینتھ (Wave Length) 8/100 ملی میٹر ہے۔

پیٹروچ نامی شخص نے تجربات سے ثابت کیا کہ انسانی نروس سسٹم پر مقناطیسی ہائی فری کوانٹی کا اثر ہوتا ہے۔ اور انسان کے احساسات کو ابھارتی ہے۔ (جیسے غم و خوشی) یہ دریافت انہوں نے 1959ء میں کی تھی۔ ڈاکٹر کوساک کا کہنا ہے کہ ٹیلی پیٹھی میں خیالات کے تبادلے میں انرجی فیلڈ سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔ جب کہ فاصلہ زیادہ دور کا ہو۔ دوری کی صورت میں مقناطیسی فیلڈ کمزور ہو جاتا ہے۔ ٹیلی پیٹھی کے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے خیالات کا تبادلہ کرنے کے لیے ہمیں مخفی طاقتوں یعنی جن بھوت یا روحوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ ٹیلی پیٹھی کا نظام ہر شخص کے اندر موجود ہے۔ بس تعلیم ٹریننگ اور ریاضت کی ضرورت ہے۔ اور اس علم کو ہر شخص حاصل کر سکتا ہے۔ دماغی سائنس پر تجربات صرف روس میں ہی نہیں ہو رہے۔ امریکہ، برطانیہ، یورپ اور ایشیا کے بیشتر ممالک میں ہو رہے ہیں۔

مسمر یزم کیا ہے؟

روس میں جس طرح ٹیلی پیٹھی سکھائی جاتی ہے اسی طرح پیناٹزم کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ ڈاکٹر ایل بی کومنی جاز نے بہت سے تجربات کیے۔ ایک تجربہ انہوں نے 63 سالہ بوڑھی عورت پر کیا۔ اس خاتون کو پیناٹاز (سلادیا گیا) کر دیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب اس سے حالات و سوالات پوچھتے رہے۔ انہوں نے اس خاتون کی عمر بھر کی یادداشت تازہ کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی زندگی کے واقعات اس حد تک بتائے کہ جب وہ صرف آٹھ سالہ بچی تھی۔ کیا یہ یادداشت ہوش و حواس کی صورت میں ممکن تھی۔ نہیں ایسا ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ یہ خاتون بہت سے واقعات جو اسے بچپن میں پیش آئے تھے۔ بھول چکی تھی۔ یہ علم پیناٹازم کی برکت تھی کہ وہ اس قابل ہو گئی کہ وہ بچپن کے حالات بتا سکے۔ لینن گرانڈیونیورسٹی کے پروفیسر واسیلیو عرصہ دراز سے اوپر کی سطح کے کرہ ہوائی اور الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ پر تحقیقات کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک والٹیر کو پیناٹاز کیا۔ والٹیر (معمول) تصویروں کی دنیا میں پہنچ گیا۔ جب وہ مختلف نظارے اور چیزیں دیکھ رہا تھا۔ پروفیسر نے گھوڑے کی نسل کی شکل کا ایک مقناطیس لیا اور

کون سا علم تھا۔ یہ کون سی دماغی قوت تھی جس کے دونوں حضرات ماہر تھے۔ اور جس پر شکست و فتح کا انحصار تھا۔

حضرت عمرؓ نے دشمن کی فوج کا وہ دستہ دیکھا جو پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس سے زیادہ حیران کن یہ بات ہے کہ میدان جنگ میں موجود سپہ سالار حضرت سارہؓ کی نظروں سے اوجھل تھا۔ اور حضرت عمرؓ اپنی دماغی قوت سے ان کو دیکھ رہے تھے۔

پورے کرہ عرض کو لہروں نے گھیر رکھا ہے۔ آواز کی لہریں، رنگوں کی لہریں، مقناطیسی لہریں، روشنیوں کی لہریں۔ الغرض ہر قسم کی لہریں ہر جگہ اور ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ انہی لہروں کے ذریعے دنیا بھر کے انسان ریڈیو سنتے ہیں۔ ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں۔ سیٹلائٹ پیغامات خلا سے بھیجتے ہیں۔ کمپاس کام کرتی ہے۔ جس کی مدد سے سمندری اور ہوائی جہاز اپنی اپنی منزلوں کا تعین کرتے ہیں۔ یہ لہریں اللہ تعالیٰ کا اہل عالم کے لیے انعام ہے۔ اس کی رحمت ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

”میری رحمت ہر چیز پر محیط ہے۔“ یہ لہریں پکار پکار کر اللہ تعالیٰ کے فرمان کی گواہی دیتی ہیں۔ اور وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو ڈھونڈ رہا ہے۔ اس کی لاتعداد نشانیوں میں لہروں کے ازلی وجود کو بھی شامل کرے۔

آئیے پھر ٹیلی پیٹھی کے بارے میں دیکھیں۔ روس کے سائنسدان جو مادی ریسرچ کے رسیا ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ٹیلی پیٹھی الیکٹرو میگنیٹک اور خاص طور پر ریڈیائی لہریں استعمال کرتی ہے۔ یہی لہریں خیالات کو ادھر ادھر لے جاتی ہیں۔ جب کہ کچھ امریکن سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ٹیلی پیٹھی روح کا کمال ہے اور یہ روح کی کرامات میں سے ایک ہے۔ روسیوں نے اس کا جواب دیا کہ امریکیوں کا یہ انداز فلسفیانہ ہے۔ حقیقت کچھ اور ہو سکتی ہے۔ اس بحث کو کسی نتیجے پر پہنچانے کے لیے تجربات جاری ہیں۔ ٹیلی پیٹھی جاننے والے جو ایک دوسرے کو پیغام دینے کے اہل تھے اور دے رہے تھے۔ ان کے ارد گرد ہائی فری کونینسی کو روک دیا گیا۔ لیکن یہ رکاوٹ ٹیلی پیٹھی کے پیغامات نہ روک سکی۔ (آپ نے ریڈیو جام کرنے کے بارے میں کئی مرتبہ پڑھا ہوتا ہے۔) اس ناکامی کے بعد یہ قیاس ابھرا کہ ہو سکتا ہے ٹیلی پیٹھی ان لہروں کی قوت استعمال کرتی ہیں جو انسان کے اپنے اندر سے نکلتی ہے۔ اور اسی کو دماغ استعمال کر لیتا ہے۔ اس پر پروفیسر آریڈلونے تجربات سے ثابت کیا کہ یہ جسمانی قوت اتنی معمولی ہے کہ چند گز کے فاصلے سے زیادہ مار نہیں کر سکتی۔

معمول کی گردن کے اوپر کے حصے پر 2 انچ کے فاصلے پر رکھا۔ مقناطیسی کے مقناطیس اثرات یہ ہوئے کہ معمول کو صحیح تصویریں نظر آئی بند ہو گئیں۔ تصویروں کی شکل و صورت بگڑ گئی۔ بظاہر حقیقت تو یہ ہے کہ جو کچھ معمول دیکھ رہا تھا وہ وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن وہ دماغی آنکھ یا دماغی رادار سے دیکھ رہا تھا۔ چیزیں بھی موجود نہ تھیں اور وہ دیکھ بھی رہا تھا۔ جس کی اطلاع وہ پروفیسر کو بتاتا تھا۔ یہ کیسے اور کیوں ہوتا ہے۔ یہی دماغی علوم ہیں۔ جن کے بارے میں ترقی یافتہ ممالک میں ریسرچ ہو رہی ہے۔ اس مقناطیسی تجربے سے ایک اور بات سامنے آئی جب مقناطیس کا ناتھ پول دائیں کپٹی کے پیچھے رکھا جائے۔ تب تصویروں کی شکل بدلتی ہے۔ اگر پول بدل دیئے جائیں تو معمول کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرانس کے سائنسدانوں، سادروں اور پولنگی کا کہنا ہے کہ دماغ کے اندر نوکلیک اسڈ (Nucleic Acid) موجود ہے جو یادداشت کو قائم رکھنے میں مددگار ہے۔ اس اسڈ میں مقناطیسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس لیے یہ باہر کے مقناطیسی اثرات قبول کرتا ہے۔ یہ معمہ حل طلب ہے۔ یہ سوال سامنے آتا ہے کہ کس حد تک مقناطیسی قوت اور دوسری قسم کی قوتیں دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ٹیلی پیٹھی کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے عمل میں یعنی پیغامات کے تبادلے میں تمام قسم کی طبیعیاتی قوتیں کام کرتی ہیں۔ یہ وقت اور فاصلے کی پابند نہیں۔

جرمن سائنسدان کپرش جو کہ نسوں و رگوں کے ماہر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر قسم کی لہریں ریڈیائی مقناطیسی وغیرہ انسانی جسم کو متاثر کرتی ہیں نسوں کا جال جو پورے جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اسے سننے کا کام کرتی ہے۔ اور دماغ کو اطلاعات پہنچاتی ہیں۔ روسی سائنسدانوں نے اس دریافت کو بہت اہمیت دی اور تجربات شروع کیے۔

خليفة دوم حضرت عمرؓ کی خلافت میں آج سے 14 سو سال پہلے ایسا واقعہ رونما ہوا جس کی تاریخ گواہ ہے۔ اور جس پر ریسرچ کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے۔ مسلمان فوجوں کے سپہ سالار حضرت سارہؓ ایران کی تعلیم و تربیت یافتہ نہایت طاقتور فوجوں سے برسر پیکار تھے۔ میدان جنگ میں ایک پہاڑی تھی دشمن اس کے پیچھے سے حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ حضرت عمرؓ جمعہ کا خطبہ مکہ میں دے رہے تھے کہ اچانک چیخ اٹھے۔ فرمایا۔ ”سارہؓ! پہاڑ کی طرف چلے جاؤ۔“ جنگ ختم ہو گئی تو حضرت سارہؓ واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے سوال کیا۔ ”اے سارہؓ یہ کیا تم نے جنگ کے دوران کوئی آواز سنی تھی۔“ سارہؓ نے جواب دیا۔ ”میں نے حضرت عمرؓ کی آواز صاف طور پر سنی تھی۔ اور اس پر عمل بھی کیا جس کی وجہ سے شکست سے بچ گئے۔“ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ

جادو میں جنات کا استعمال

جنات اور بد ارواح (ارواح خبیثہ) کے ذکر کے بغیر جادو اور طلسمات کا باب مکمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زمانہ قدیم سے ہی فن جادوگری کے ماہرین (جادوگر یا عامل) اپنے طلسماتی حربوں میں جنات اور بدروحوں کو استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ جنات یا ارواح جب عامل کے حکم کی انسان پر تصرف حاصل کرتے ہیں تو عام طور پر اس کے اثرات درج ذیل صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

1. مصروع
اس کا مطلب ہے آدمی پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔

2. ملبوم
آدمی پر تھوڑی سی دیوانگی طاری ہو جاتی ہے۔

3. مقرون
یعنی جس پر ہمزاد کا اثر ہو۔ اس جن کا اثر ہو جو اس کے ساتھ پیدا ہوا ہو۔

4. مجنون
خلاف عقل یا زائد از قوت بشری باتیں کرنے والے کو مجنون کہتے ہیں۔ دیوانے کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی وہ کپڑے پھاڑتا، گالیاں بکتا اور آوارہ گردی کرتا ہے۔ ایسے آسیب زدہ کے لیے مجنون کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

پاکل لڑکی اور پھول
مرحوم عبدالحمید عدم نے کو پھولوں سے جنات کے والہانہ لگاؤ کا اپنے ایک قطعہ میں یوں ذکر کیا ہے۔

پھول چند ہاتھوں میں لے لیجیے

راہ میں فقیر ہوتے ہیں

عدم احتیاط بندوں سے

لوگ منکر نکیر ہوتے ہیں

اس قطعہ میں لفظ فقیر جنات کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ہمارے دیہی اور پسماندہ علاقوں میں آج بھی جنات کے لیے فقیر کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ عدم کے اشعار یہاں نقل

امر یکن سائنسدان والکر اور کندیب نے بھی اسی قسم کے تجربات کئے اور یہ معلوم ہوا کہ جب انسانی جسم حرکت کرتا ہے مسل سکڑتے ہیں تو الیکٹر و میکنیک لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں اتنی کمزور نہیں کہ ناپ لینے والے بہت حساس آلات کو جسم کے بالکل نزدیک رکھنا پڑے۔ اگر یہ اصول مان لیا جائے کہ دماغ اپنی اندرونی قوت استعمال کرتا ہے تو پھر ٹیلی پیٹھی کے پیغامات چند گز سے زیادہ دور نہیں جانے چاہئیں۔ حقیقت یہی ہے کہ عملی طور پر پیغامات سیکڑوں میل طے کر لیتے ہیں۔ ان تجربات نے یہ ثابت کیا کہ تمام سائنسدانوں میں اختلافات ہیں۔ مثلاً چند ایک کا کہنا ہے کہ ٹیلی پیٹھی الیکٹر و میکنیک لہروں کو استعمال کرتی ہے۔ چند ایک یہ کہتے ہیں کہ اگر الیکٹر و میکنیک لہروں کا اثر انسانی خیالات پر پڑتا ہے تو وہ انجینئر اور کارندے جو ہائی وولٹیج اور تابکاری کے پلانٹوں میں کام کرتے ہیں ان پر ان لہروں کا بہت گہرا اثر ہونا چاہیے۔ بلکہ ان کے خیالات بہت حد تک عام سوچ سمجھ سے مختلف ہونے چاہئیں۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کام کرنے والوں پر کوئی نفسیاتی اثر نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ان تنصیبات میں کام کرنے والوں پر جسمانی طور پر اثر ہوتا ہے۔ مثلاً آلات کے استعمال کرنے والوں کے جسم میں آلات سے نکلنے والی گرمی کا اثر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے جسم کا ٹیمپرچر بڑھ جاتا ہے۔ کیمیائی پلانٹوں میں کام کرنے والوں پر کیمیائی اثرات ہوتے ہیں۔ جب ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو ان تنصیبات میں لایا گیا۔ تو ان کے پیغامات پر کوئی اثر رونما نہیں ہوا۔

اس سے پہلے آپ نے پڑھا ہے کہ روس میں بیشتر ریاستوں میں ٹیلی پیٹھی اور باقی دماغی علوم پر بہت زیادہ ریسرچ ہو رہی ہے۔ یہ ادارے اپنی ریسرچ رپورٹیں باقاعدگی سے شائع نہیں کرتے۔ اس لیے ان سے اطلاعات کا اکٹھا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ رپورٹیں امریکہ یورپ پہنچتے پہنچتے وقت لیتی ہیں۔ مختلف اداروں کی ریسرچ بھی مختلف عنوان پر ہوتی ہے۔ کوئی ادارہ اگر ٹیلی پیٹھی پر زیادہ کام کر رہا ہے تو کوئی پیناٹرم میں آگے ہے۔ کوئی الیکٹر و میکنیک لہروں کے تجربات میں زیادہ مصروف ہے۔ تو کوئی رگوں اور نسوں کی پیچیدگیوں میں الجھا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روس میں دماغی علوم کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے، جتنے کا یہ مستحق ہے۔

ٹیلی پیٹھی کے سائنسدانوں کا یہ کہنا ہے کہ ٹیلی پیٹھی کا نظام ہر شخص کے اندر موجود ہے۔ صرف تعلیم و تربیت اور ریاضت کی ضرورت ہے۔ اس علم کو ہر شخص حاصل کر سکتا ہے۔ آپ بھی۔

کرنے کا مقصد محض اتنا ہے کہ جنات کو پھول اور پھولوں کی خوشبو بے حد پسند ہے۔ ویران جگہوں سے جہاں عام طور پر جنات کا بسیرا ہوتا ہے، جب کوئی شخص تیز خوشبو لگائے گزرتا ہے تو وہ جنوں کا شکار ہو جاتا ہے یا جن اس پر شق ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک سچا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک لڑکی کو بلایا جس کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ میں نے دریافت کیا تو گھر والوں نے لڑکی کا واقعہ تفصیل سے اس طرح بیان کیا کہ وہ چھٹی جماعت میں پڑھ رہی تھی۔ ایک دن اسکول سے واپس گھر آتے ہوئے اس نے راستے میں ایک جگہ پھولوں کے پودے سے چند پھول توڑ لیے اور گھر پہنچتے ہی پاگل ہو گئی۔ اس نے کپڑے اتار دیے اور عجیب دیوانوں جیسی حرکتیں کرنے لگی۔ اسے کمرے میں اس لیے بند کیا گیا کہ وہ گلیوں بازاروں میں دوڑ جاتی ہے۔ جب بھوک لگتی ہے تو کھانا مانگتی ہے اور پانچا خانہ کرتی ہے تو دیواروں پر مل دیتی ہے۔ برسوں سے نہیں نہائی۔ لیکن آپ اسے دیکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی غسل کر کے آئی ہے اور اس کے کمرے سے ذرا بھی بدبو نہیں آتی۔

جنات کی اقسام:

جنوں کی ایک قسم وہ ہے جو مردوں اور عورتوں کو مصروع کر دیتی ہے۔ ان کے لاکھوں قبیلے ہیں۔ اگر آسمان سے سوئی پھینکی جائے تو ان پر ہی پڑے گی۔ ان میں عفاریت جن چشموں اور کنوؤں میں رہتے ہیں۔ شیاطین آبادیوں اور قبرستانوں میں رہتے ہیں۔ طواغیت اس جگہ پر رہتے ہیں جہاں خون پڑا رہتا ہے۔ اسی طرح جنات کی ایک قسم زوالبعہ ہوا میں رہتی ہے اور کبار شیاطین آتش خانوں میں۔ طواغیت اور عفاریت جن جو عورتوں کی شکل میں ہیں۔ بڑے بڑے درختوں اور باغوں میں اور سیاسب یہاڑوں اور ویرانوں میں رہتے ہیں۔ عفاریت، طواغیت، زوالبعہ، شیاطین، سیاسب اور کبار شیاطین جنوں کی اقسام کے نام ہیں۔

سیاسب جنوں کی اکثریت مردوں اور عورتوں کے لیے نقصان دہ ہے اور عفاریت شیاطین وہ ہیں جو انسانی عورتوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں اور بعض انسانی زوجہ (بیوی) کو پسند کرتے ہیں یعنی عورت کو بیوی بنا لیتے ہیں۔ بعض جنات انسانی پیدائش (رحم مادر) کو بگاڑ دیتے ہیں یا ان کے خاص اعضاء کو بیکار کر دیتے ہیں۔

جادوگروں کے غلام جن

جنات انسانوں کو از خود نقصان پہنچائیں یا کسی جادوگر کے حکم پر۔ لیکن یہ امر مسلم ہے کہ جن

انسانوں پر تصرف حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں چند اسلامی شخصیات و مسابہ کرام کے قول ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

قول الجمل میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ۔

”جس کسی کو شیطان نے خطی کر دیا ہو تو اس کے بائیں کان میں سات بار آیت واَقْذِفْنَا الشَّيْطَانَ پڑھیں۔ اس عمل سے شیطان جل جائے گا۔“ (شیطان یعنی جن بھاگ جائے گا یا ختم ہو جائے گا۔)

مطلب یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی انسان کے خطی (دیوانہ) ہو جانے اور ان کے جل جانے کو بات کا اثر تسلیم کرتے ہیں۔

ابن اعرابی

حضرت ابی بن کعب کہتے ہیں کہ ایک اعرابی پر جنون تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے اس کو اپنے مانے بٹھا کر الحمد للہ کو مفلحون تک پڑھا اور اس پر دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا۔ اس روایت کو امام ہاکم نے بھی بیان کیا ہے۔ پس اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ جنوں کی بعض انواع شیاطین کی رف سے ہوتی ہیں۔

نجیروں میں بندہ دیوانہ

حضرت علاء بن صحرار کا گزرا ایک قوم پر ہوا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوانہ دیکھا جسے زنجیر سے باندھ کر رکھا ہوا تھا۔ علاء بن صحرار نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس دیوانے کو رقیہ (دم) کیا تو وہ اچھا لگا۔ اس کے درختانے اس کے عوض علاء بن صحرار کو دہ 100 بکریاں دیں۔ وہ حضرت محمد ﷺ خدمت میں پیش ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ”بہت سے لوگ رقیہ کے ساتھ کھاتے ہیں اور تم نے رقیہ حق کے ساتھ کھایا۔“

مرد ع لڑکی

امام غزالی نے خواص القرآن میں لکھا ہے کہ ایک لڑکی نے رات کو کسی جگہ بیٹاب کر دیا تو مرد ع ہو گئی (مرگی کے دور میں پڑنے لگے) اس لڑکی پر حروف مقطعات قرآنی کو پڑھ کر دم کیا اور آہوش میں آ گئی۔ پھر آسب لوٹ کر نہ آیا۔

سنن ابوداؤد شریف میں رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا منقول ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ مرتے وقت مجھے شیطان خطی کر دے۔

کفار کی غلط فہمی

جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ میں تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا تو سرداران قریش نے اسلام لانے سے انکار کر دیا اور حضور ﷺ پر جنات کے اثر کا شبہ کرنے لگے۔ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ سرداران قریش نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عتبہ بن ربیعہ کو بھیجا اور کہا۔

”اگر آپ کو کوئی جن وغیرہ کا اثر ہے تو ہم اپنا مال خرچ کر کے بہتر سے بہتر طبیب اور جہاز پھونک کرنے والے مہیا کر کے آپ کا علاج کراتے ہیں۔“ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ! مجھے کوئی دماغی عارضہ یا خلل آ سب نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی آمد سے پہلے بھی لوگ کسی پر جن کا آنا یا قرین کا تابع ہونا مانتے تھے۔ اسی لیے کفار اللہ کے پیغمبروں کو ساحر یا مسحور یا کاہن یا مجنوں سمجھتے تھے۔

حضور ﷺ کے نواسوں پر نظر کا اثر

سند بزار میں لکھا ہے کہ جب (حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ) حسنین کو نظر لگی اور آنحضرت ﷺ رنجیدہ ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ آپ نے یہ دعائیں نہ پڑھی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ **مِنْ أَنْفُسِ الْجِنَّ وَالْعَيْنِ الْإِنْسِ** یعنی تمام جنات کی ہواؤں سے اور تمام انسانوں کی آنکھوں سے اپنی پناہ دے۔

اسی لیے جن کو ہوا (روح) کیا جاتا ہے کہ وہ ہوا کی طرح نظر نہیں آتے اور عموماً کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو آسب کی ہوا لگ گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بڑوں کو یہی دعا سکھاتے تھے اور بچوں کے گلوں میں لکھ کر ڈالتے تھے۔

جنات کیسے آتے ہیں؟

آسب زدہ یا جنات کے زیر تسلط اشخاص عجیب و غریب بیانات دیتے ہیں۔ ان میں چند کے ایک واقعات درج ذیل ہیں۔

1. ایک عورت نے بیان کیا کہ جب میں وضو کرنے لگتی ہوں تو بے ہوش ہو جاتی ہوں اور درہ پڑ جاتا ہے۔

2. ایک دوسری عورت کو جنات مارتے ہیں اور اس کے بدن پر مار کے نشانات ہوتے ہیں۔

3. ایک اور عورت کا قصہ ہے کہ اسے جنات اسے چار پائی سے اٹھا کر لے جاتے اور صحن میں پھینک دیتے یا ساتھ لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ جب اس کو ایک عامل نے جلانے کے لیے تعویذ (فتیلے) بنا کر دیے تو وہ روزانہ کے واقعات سناتی تھی کہ آج فلاں آیا اور آج فلاں آیا۔ جب وہ دروازے میں داخل ہوتے تو بہت لمبے چوڑے ہوتے اور وہ تعویذ کی طرف دیکھتے تو ان کے قدم ہونا شروع ہو جاتے۔ چراغ کی لو پر جب وہ پہنچتے تو وہ ایک انگلی کے برابر رہ جاتے اور جل جاتے۔ پہلے دن جب چراغ جلایا تو وہ آئے اور کہا۔

”اچھا! تو ہمارے جلانے کا تو نے انتظام کیا ہے ہم تجھ سے بدلہ لیں گے۔“

لیکن فتیلہ کی طرف دیکھنا ہی ان کے لیے عذاب ہو جاتا۔ پھر وہ واپس نہ جاسکتے اور خود بخود کھنچتے ہوئے وہاں پہنچ کر جل جاتے۔

(جنات کو جلانے یا ان کا اثر اتارنے کے لیے مختلف عامل مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں اور سب ہی درست ہوتے ہیں)

4. بعض مکانوں میں بھی جنات رہتے ہیں مگر وہاں لوگ (انسان) نہیں رہ سکتے۔ اس قسم کے مکانات پر شہر اور گاؤں میں دیکھے گئے ہیں۔ جنات کا استعمال:

جنات نے بعض عورتوں اور مردوں پر اس قسم کا تصرف رکھا ہوا ہے کہ وہ انہیں کوئی تکلیف نہیں دیتے بلکہ خبریں دیتے ہیں اور سہولتیں بھی مہیا کرتے ہیں۔ بعض کی آمدن کا انتظام بھی کیا کرتے ہیں۔

جادو سحر کا تعلق بھی جنات سے ہے۔ جادو کرنے والا یعنی جادوگر دوسرے لوگوں پر اسی طرح کے شیطان و جنات کو مسلط کر دیتا ہے جس سے اسی آدمی کو جسمانی بیماری لگ جاتی ہے یا کاروبار تباہ ہو جاتا ہے یا گھر میں لڑائی جھگڑا اور بے برکتی ہو جاتی ہے۔ جادو کے منتروں میں جنات کی تعریف ہوتی ہے۔ ان کو کارساز بنا کر کام کے لیے کہا جاتا ہے۔ ان سے استعانت بلب کی جاتی ہے تو جنات ہوش ہو کر ان کے کام کر دیتے ہیں۔ بعض جادو کی منترا ایسے ہیں جن میں ارواح ارضیہ سے مدد چاہی جاتی ہے۔ جیسے ہندوؤں میں ہنومان، رادن، لکشمی دیوی وغیرہ ہیں۔ آسب زدہ اور مسحور (جس پر جادو کا اثر ہو) میں فرق یہ ہوتا ہے کہ آسب زدہ پر جن خود مسلط ہو جاتا ہے۔ مگر مسحور پر عامل یا جادوگر اپنے عمل والفاظ کے ذریعے جن کو مسلط کر دیتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی جادو کے اثر و عمل کو بیان کیا ہے۔

جنات کے علاوہ صورتیں:

جنات و شیاطین کے علاوہ اور بھی صورتیں ہوتی ہیں جن کے افعال کو انسان کو جاننا چاہیے۔ قرین یا ہمزاد جو انسان کے ساتھ پیدا ہوا ہوتا ہے۔ وہ بھی انسان کو خبریں دیتا ہے، خراب ہو جاتا ہے یا اسے تابع بنانے کی کوشش کریں اور وہ سرکش ہو کر زندگی اجیرن کر دیتا ہے۔ یہ انسان کے ساتھ مرتا نہیں بلکہ قبر پر موجود رہتا ہے۔

جس شخص پر قرین کا اثر ہوتا ہے، اسے مقرون کہتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ نو ماہ سے پہلے اسقاط ہو جائے یا پیدا ہو کر مر جائے تو اسے مسان کہتے ہیں۔ یہ بھی قرین ہوتا ہے۔ اولاد کا پیدا ہو کر مر جانا بھی بعض اوقات مرض نہیں ہوتا۔ بلکہ قرین کا اثر ہوتا ہے اور یہ روحانی علاج سے دور ہوتا ہے۔

جادوگر کون؟

جادوگر یا کاہن لوگ نہ بت پوجتے ہیں اور نہ شیطان و جنات کی پرستش کرتے ہیں بلکہ وہ کسی قبر یا مسان کو پوجتے ہیں۔ ان کا قرین (جن) ان کو خبریں دیتا ہے۔ ایسے آدمی نیم بے ہوشی کے عالم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور خبریں دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ناخواندہ یا ان پڑھ آدمی بھی عربی فارسی بول سکتا ہے۔ یہ اپنے نام کا مرغایا بکرا مانگتے ہیں، چیزیں لے جاتے ہیں لے آتے ہیں۔

سواد بن قارب کا واقعہ:

سواد بن قارب کا واقعہ احادیث میں موجود ہے کہ وہ عرب سے باہر سفر میں تھا۔ ایک رات وہ سو گیا تو اس کے قرین نے اسے ایک مسیحی خبر سنائی اور مسلسل تین رات تک سناتا رہا کہ قبیلہ لوی بن غالب میں اللہ کے رسول ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ سواد بن قارب کا بیان ہے کہ میں نے تیاری کی اور جلد راہ طے کر کے یہاں پہنچ گیا۔

آنحضرت ﷺ اس سے یہ واقعہ سن کر بہت ہنسے اور فرمایا: ”سواد! تم نے فلاح پائی۔“ حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ سن کر سواد بن قارب سے پوچھا کہ کیا وہ جن اب بھی تمہارے پاس آتا ہے تو انہوں نے کہا کہ جب سے میں قرآن پڑھا ہے، وہ نہیں آتا۔

جنات و شیاطین کے تعارف اور ان کی تکلیف کا واسطہ انسانوں سے ہی ہے۔ اس لیے ہر شخص کو اس کا علم ہونا چاہیے کہ جادو اور جنات کا آپس میں کیا تعلق اور فرق ہے۔

ختم شد

روحوں بدروحوں کے متعلق انتہائی
دلچسپ، حیرت انگیز کتاب، روحوں
کو تابع کرنے کے شوقین حضرات
کے لیے معلومات کا خزانہ

عالم اولیاء

تحریر و ترتیب:

صفر شاہین

نوید اسکوانی - نیوار دو بازار کراچی۔

فون 7773302

شمع بک ایجنسی